اخبار احمدیہ

قادیان ۱۷ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ مورخہ ۱۳ اگست بوقت ۸ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

کل بھی حضور کو نقاہت کی تکلیف رہی۔ اس وقت طبیعت اچھی ہے

احباب جماعت حضور انور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو کامل شفا بخشے اور کام والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین

قادیان ۱۷ اگست۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ محترم موصوف چنڈی گڑھ پٹیالہ کے سفر سے ۱۲ اگست کی رات کو بخیریت واپس تشریف لے آئے تھے۔ الحمد للہ۔

— قادیان میں جشن آزادی کی ۱۸ ویں تقریب بڑی شان و شوکت سے منائی گئی۔ جس میں حسب سابق احمدی احباب نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور اس قومی تقریب کو ہر طرح سے کامیاب بنانے میں منتظمین سے پورا پورا تعاون کیا۔ اور جلسہ کی رونق بڑھائی

— بقیہ —

قادیان میں یوم آزادی

قادیان میونسپل کمیٹی کے پریذیڈنٹ جناب مولوی عبدالرحمان صاحب گذشتہ دنوں جناب چیف منسٹر صاحب پنجاب کی دعوت پر گورو گوبند سنگھ صاحب کی تین سو سالہ برسی کے سلسلہ میں منعقدہ کنونشن میں شمولیت کے لئے مع صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ و چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ پٹیالہ تشریف لے گئے تھے۔ سلسلہ کے بعض دیگر کاموں کی وجہ سے چنڈی گڑھ بھی تشریف لے گئے۔ وہاں شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم پنجاب اور دیگر وزراء سے بھی ملاقات ہوئی۔ دوران ملاقات محترم مولوی صاحب نے بحیثیت صدر میونسپل کمیٹی وزیر تعلیم شری پربودھ چندر صاحب سے درخواست کی کہ آپ ضلع گورداسپور سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہذا ۱۵ اگست یوم آزادی کے مبارک دن جھنڈے کی رسم کی ادائیگی کے سلسلہ میں آپ قادیان بھی تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی فرمائیں۔ شری پربودھ چندر صاحب نے اس درخواست کو منظور فرمایا۔ اور عدیم الفرصتی کے باوجود مکرم مولوی صاحب کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے تقریباً پونے گیارہ بجے قادیان تشریف لائے۔

آزادی کی تقریب منانے کے لئے طے شدہ پروگرام کے مطابق صبح آٹھ بجے سے ہی کارروائی شروع ہو گئی تھی پہلے کبڈی کی تین ٹیموں میں مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد جھنڈے پر زینت لگائے گئے۔ اور اس کے بعد جناب منسٹر صاحب تشریف لے آئے۔ اور جھنڈے کی رسم ادا ہوئی۔ اور اس کے بعد کالج کی N. C. C نے سلامی دی۔ بعد میں پرنسپل سکھ نیشنل کالج نے N. C. C کا عہد دہرایا۔

سب سے پہلے ہائی سکول کی لڑکیوں نے قومی گیت گایا۔ اور تمام احباب نے احتراماً کھڑے ہو کر راشٹریہ گیت کو سنا۔ اس کے بعد گیانی لابھ سنگھ صاحب صدر منڈل کانگریس قادیان نے آزادی کے متعلق ایک بہت مؤثر تقریر فرمائی جس میں انہوں نے اس بات پر زور دیا۔ کہ ہمارے پچھلے بزرگوں نے بہت قربانیاں دے کر آزادی حاصل کی۔ اب اس کا سنبھالنا اور اس کا قائم رکھنا ہمارا اولین فرض ہے۔ جو شخص آزادی کی قدر و قیمت نہیں رکھتا اور اس کی حفاظت نہیں کرتا۔ وہ پھر غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے لہذا ہمیں غلامی سے محفوظ رہنے کے لئے اپنے فرائض کو سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہیئے

اس کے بعد مولوی عبدالرحمن صاحب پریذیڈنٹ میونسپل کمیٹی نے ووٹ آف تھینکس کیلئے تمام حاضرین اور شری پربودھ چندر صاحب وزیر تعلیم نیز باہر سے آنیوالے اور شہر واسیوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس قومی دن یعنی آزادی کے موقعہ پر ایک جذبہ اور ولولہ کے ساتھ اس کی رونق کو دوبالا کر دیا جس کا میں شکر گذار ہوں۔

اس کے بعد وزیر تعلیم شری پربودھ چندر صاحب نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں سب حاضرین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس شدید گرمی میں میرے انتظار میں بیٹھے رہے۔ اس کے بعد آپ نے موجودہ حالات اور مشکلات سے جو گورنمنٹ کو در پیش ہیں آگاہ کرتے ہوئے مؤثر الفاظ میں اس بات کو تلقین کی کہ موجودہ وقت میں جبکہ بھارت گورنمنٹ چاروں طرف سے اپنے دشمنوں کی سازشوں کی وجہ سے پریشان ہے۔ ہم کو اپنے اندرونی اختلافات اور مسلابات وغیرہ ترک کر کے متحد ہو کر اپنی آزادی کو قائم رکھنا چاہیئے

اس کے بعد سردار ستنام سنگھ باجوہ ایم۔ ایل۔ اے نے شری پربودھ چندر صاحب منسٹر ایجوکیشن کا شکریہ ادا کیا۔ کہ موصوف مولوی عبدالرحمن صاحب صدر میونسپل کمیٹی قادیان کی درخواست پر یوم آزادی کی تقریب پر تشریف لائے اور اپنے خیالات سے ہم کو مستفید فرمایا۔ اس کے بعد مقامی کالج کی بھنگڑہ ٹیم نے اپنا پروگرام پیش کیا۔ جس سے محظوظ ہو کر احباب نے انعامات دیئے۔ شری پربودھ چندر صاحب نے بھی اپنی طرف سے ۔/۵۰ روپے بھنگڑہ کی ٹیم کو عطا فرمائے۔

علاوہ ازیں شری رتن چند اور کبڈی والے کھلاڑیوں کو جو کہ اوّل و دوئم آئے۔ اور بعض دوسرے اچھا کام کرنے والوں کو جناب منسٹر صاحب نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اور تقریباً ساڑھے بارہ بجے کامیابی کے ساتھ جلسہ برخواست ہوا۔

(نامہ نگار خصوصی)

اس سال

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۱ / ۱۲ / ۱۳ دسمبر منعقد ہوگا

رمضان المبارک کی وجہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری و اجازت سے اس سال قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۱ / ۱۲ / ۱۳ دسمبر منعقد ہوگا۔ تمام پراونشل امراء و عہدیداران جماعتہائے ہندوستان اور مبلغین کرام، تمام احباب جماعت کو جلسہ سالانہ کی نئی تاریخوں سے اچھی طرح باخبر کر دیں اور اس مبارک جلسہ میں شرکت کے لئے ابھی تیاری شروع کر دیں اور مقررہ تاریخوں پر زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان تشریف لا کر اس روحانی اجتماع کی عظیم الشان برکات سے مستفید ہوں

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۹ر اگست ۱۹۶۵ء

مسیح موعود کا انکار و انتظار

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ خدا تعالیٰ کا کوئی برگزیدہ بندہ دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوا ہو اور اس کا دعویٰ سنتے ہی آمنا و صدقنا کہتے ہوئے دنیا اُس کے قدموں میں آگری ہو! اور اُس کی مخالفت بلکہ عداوت تک کے لئے کمربستہ نہ ہوگئی ہو!! اس کے برعکس قرآن کریم بتاتا ہے کہ وہ لوگ جو ایک عرصہ تک تعبر ذلت میں گرے ہونے کی وجہ سے آنے والے ماموراور مصلح کے ساتھ اپنی بہت سی تمنائیں وابستہ رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کا نام لے لے کر اپنے مخالفین پر فتح کے خواب دیکھتے رہے ہوتے ہیں اس کے آنے پر ماموروقت کی شناخت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اُس کی نوحی ہونے کی بجائے اُس کے منکر ہو جاتے ہیں بیچ وہ خدا تعالیٰ کی رحمت اور شفقت سے دور ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ولما جاءھم کتاب من
عند اللہ مصدق لما
معھم وکانوا من قبل
یستفتحون علی الذین
کفروا فلما جاءھم ما
عرفوا کفروا بہ فلعنۃ
اللہ علی الکفرین ۔ (بقرہ
آیت ۸۹)

بالکل یہی حال اس زمانہ میں نظر آتا ہے۔ آج سے ایک صدی پیچھے مسلم عوام کے خیالات کا جائزہ لیجئے ان کے اندر مہدی معہود اور مسیح موعود کی آمد و ظہور کے بارہ میں ایک خاص جوش اور لولہ تھا۔ قرآن کریم اور احادیث میں مذکور وعدہ کے مطابق وہ دن رات اسی کی انتظار میں گھڑیاں گنتے تھے۔ لیکن جب اس مقدس وجود کی بعثت اور اُس کا ظہور عمل میں آیا اور اُس نے ان لوگوں کو اپنی طرف بلایا اور صداقت کو قبول کر لینے کی دعوت دی تو سب سے پہلے یہی علماء کا زمرہ اُس کا مخالف ہوگیا، مخالفت نے عداوت کی شکل اختیار کر لی۔ اور شدت عداوت نے ان کو اس حد تک پہنچا دیا کہ ان میں سے ایک طبقہ تو خدا اور اُس کے مقدس رسول کی بتائی ہوئی واضح پیشگوئیوں کا سرے سے منکر ہی ہو بیٹھا۔ اور برملا طور پر کہنے لگا کہ نہ کوئی مسیح آنے والا ہے اور نہ کسی مہدی کی ضرورت ہے۔ دنیا میں علماء کی کمی نہیں یہی حضرات انبیاء کے [illegible] ہیں۔ دنیا اگر بگڑ گئی ہے تو چند ان فکر کی بات نہیں حضرات علماء کرام سب ٹھیک کر لیں گے۔ مگر محض اس قسم کی لاف زنی سے تو حالات سُدھر نہیں سکتے۔ علماء کی ناک کے نیچے دنیا کی حالت بد سے بدتر ہوتی چلی گئی۔ زمانہ کی یہ عملی شہادت اُن کے لئے زبردست تنبیہہ تھی کہ دنیا کی اصلاح کا کام علماء کے بس کا روگ نہیں اور نہ ہی علماء زمانہ اس گاڑی کے بیل ہیں۔!!

رحمان خدا کی رحمت نے اپنی مخلوق پر ترس کھاتے ہوئے انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کے وعدہ کے مطابق وقت پر مسیح اور مہدی کو اس زمانہ کا مامور اور مرسل بنا کر بھیج دیا۔ مگر علماء ہیں کہ اس رٹ پر قائم ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ قطعی طور پر بند ہے اس لئے حضرت مرزا صاحب کا دعوےٰ نبوت نہ صرف یہ کہ ناقابل اعتبار ہے بلکہ اپنے دعوے کے ساتھ بقول علماء آپ مسلمان ہی نہیں رہے۔ حالانکہ اسلامی تاریخ میں اسبات پر شاہد ہے ایسے نظریات میں آپ منفرد نہیں بلکہ امت محمدیہ کے مسلمہ بزرگان کی ایک معقول تعداد آپ کے پیش گزرہ نظریہ کی مصدق اور مؤید چلی آرہی ہے۔

چنانچہ دنیا کی ایسی ہی تضاد خیالی اور تضاد عملی کی کیفیت کو ایک مراسلہ میں قلمبند کیا گیا ہے جو صدق جدید کے تازہ پرچہ ۶ ار اگست میں شائع ہوا ہے۔ بعض پہلوؤں سے مراسلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ اسے مکمل طور پر نقل کر دیا ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں شروع ہی سے ختم نبوت کا ایسا مطلب ہرگز نہیں سمجھا جاتا رہا جس کے نتیجہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلق طور پر باب نبوت بند ہے۔ اور کہ آپ کے بعد کسی قسم کے نبی کے آنے کی ممانعت تسلیم کر لی گئی ہو۔ چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لے کر حضرت محی الدین ابن عربی تک بہت سے بزرگان نے نہایت واشگاف الفاظ میں اس بات کی وضاحت کر دی کہ آپ کے بعد تشریعی نبوت بند ہے مگر غیر تشریعی نبوت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (یعنی یہ کہ آپ کو خاتم الانبیاء تو کہو مگر اس کا یہ مفہوم ہرگز نہ لو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا) اس نظریہ کی تائید کرتا ہے۔

خدا بھلا کرے مدیر صدق مولانا دریا بادی صاحب کا آپ نے ایسا مراسلہ اپنے موقر پرچہ میں شائع کر کے بہت سے سعید الفطرت افراد کو عصر حاضر کے ایک ضروری مسئلہ پر صحیح زاویہ نگاہ سے غور و فکر کرنے کا موقعہ بہم پہنچا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ مراسلہ نگار نے بڑی خوبی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسیح کی آمد ثانی کے بارہ میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے دونوں نظریات پوری صحت اور قریب الفہم پیرایہ میں قلمبند کر دیئے ہیں۔ اور معتبر ترین کتب احادیث اور علماء زمانہ کے مسلمہ فتاوی کے مختصر حوالوں کے ساتھ ہی نتیجہ کے رنگ میں خود ہی بالوضاحت لکھ دیا ہے کہ

"ہم نے جہاں تک غور کیا حضرت مسیح کی آمد ثانی بحالت نبوت کے قائل علماء خود ختم نبوت کے منکر ہیں۔"

اسی طرح لکھا ہے کہ

"یہ قادیانی اور اُن کے مخالف علماء دونوں اصولی طور پر ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں اختلاف صرف شخصیت میں ہے علماء کہتے ہیں کہ بے شک حضرت مسیح بحالت نبوت تشریف لائیں گے ... گویا فرق یہ ہے کہ قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لے آئے مولوی کہتے ہیں کہ وہ ابھی نہیں آئے مگر آئیں گے ضرور، پھر قادیانیوں اور ان کے مخالف مولویوں میں فرق کیا رہا؟ اصول میں دونوں متفق ہیں۔"

اس کے بعد مراسلہ نگار خود ہی حیرت کا اظہار کرتے ہوئے حق بات اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

"حیرت ہے کہ ان پرانے قادیانیوں کو کوئی بھی ختم نبوت کا منکر قرار نہیں دیتا یہ نئے قادیانی تو ان ہی مولویوں کے شاگرد ہیں۔"

اگرچہ یہ ایک لطیف رنگ کا طنز ہے جو مراسلہ نگار نے .... مولویوں پر کی ہے۔ مگر حقیقت سے پُر ہے۔ اور ساتھ ہی یہ صورت حال علماء کو دعوت فکر دیتی ہے اب یہ علماء کا کام ہے کہ اپنے ہی مسلمات کو سامنے رکھتے ہوئے اس بات پر غور کریں کہ جس صورت میں کہ مسیح علیہ السلام کے بارہ میں دی گئی خبریں اپنی جگہ پر درست ہیں اور اس کے مطابق ایک وقت تک ساری امت محمدیہ اس موعود کے لئے چشم براہ رہی مگر کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جب وہ مبارک وجود ظاہر ہوا "شاقل کما ضہابہ" کے مصداق خود ہی بن گئے اس طرح دی گئی خبروں کا وہ حصہ بھی انہیں علماء کے حق میں پورا ہو گیا جس کی نسبت مراسلہ نگار نے دار العلوم دیوبند کے فتوے کے ساتھ اشارہ کیا ہے۔

اگرچہ مراسلہ کے اختتام پر احمدیوں کے نظریات اور احمدیوں کے مکفر مولویوں کے مسلمات کو یکجائی طور پر باحوالہ بیان کرنے کے بعد سائل نے لکھا ہے کہ

"علاوہ یہ اگر مولوی صاحبان ختم نبوت سے انکار کرتے پر کافر نہیں ہو سکتے تو بے چارے قادیانیوں کو کافر کیوں قرار دیا جائے۔"

جس کا واضح مطلب یہی ہے کہ نہ تو اسی قسم کا نظریہ رکھنے والے پہلے بزرگان کو کافر قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی احمدیوں پر فتویٰ تکفیر قائم کیا جا سکتا ہے بایں ہمہ نہایت افسوس کے ساتھ اس بات کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ ایک مقام پر آکر مراسلہ نگار نہایت خطرناک طور پر بہک گئے ہیں۔ باعث تعجب ہے کہ ایک طرف تو احادیث کی کتب کے مسلمہ حوالوں سے مسئلہ کی اصلیت و حقیقت بیان کر دی۔ لیکن جب اسی حقیقت کی اتباع کا مرحلہ آیا تو ایسے بہکے کہ نہ تو بلند پایہ کتب احادیث (جن کا خود ہی حوالہ دیا) کا پاس کیا اور نہ ہی اُس مقدس ترین ذات کا احترام ملحوظ رہا جن کے ادنیٰ امتی ہونے کا دعوےٰ کر رکھتے ہیں!! اس موقعہ پر صاف لکھ دیا کہ:۔

"ہم تو دونوں قادیانیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ختم نبوت کی عمارت میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو سکے۔"

اور دلیل یہ دی کہ

"اصولی رنگ میں قادیانیوں کی ہمنوائی کرنے کے بعد اُن کو ختم کرنا انتہائی مشکل ہے۔ اس لئے علامہ سید رشید رضا مصری نے پہلے حیات مسیح اور نزول مسیح سے انکار کیا اور پھر مرزا غلام احمد کے مقابلہ پر آئے اور اُن کی تکفیر کی۔"

گویا مراسلہ نگار کو حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام کے ساتھ خدا واسطے کا بیر ہے ورنہ جس صورت میں کہ خود ہی مراسلہ کی ابتداء اور انتہاء میں مسلمانوں کی مسلمہ کتب کے معتبر حوالوں کے ساتھ حقیقت الامر کی وضاحت کر چکے۔ اگر ان میں خشیت اللہ ہوتی اور خدا اور اس کے رسول کے مقام اور رُتبہ کا پاس ہوتا تو ایسا انداز سرگزشت اختیار نہ کرتے۔ کیونکہ اسی قسم کے طرز عمل پر اہل کتاب کو پہلے ہی قرآن کریم میں سرزنش ہو چکی ہے کہ

یا اھل الکتاب لم تلبسون
الحق بالباطل وتکتمون
الحق وانتم تعلمون (آل عمران ع)

مگر عصر حاضر کا وہ عالم ہی کیا ہوا جو

(باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ پر صحیح معنوں میں توکّل کرو اور کبر و غرور کی بجائے عجز و انکسار کو اپنا شعار بناؤ

جو شخص خدا تعالیٰ پر اپنا بھروسہ رکھتا ہے خدا اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۲ مارچ ۱۹۴۳ء بمقام ناصر آباد سندھ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

سورہ فاتحہ وہ دعا ہے

جسے ہر مسلمان (جو اپنے آپ کو اسلامی تعلیم پر عمل پیرا کرنے کی کوشش کرتا ہے) دن میں ۳۰-۴۰ مرتبہ ہر روز پڑھتا ہے۔ کم سے کم فرائض اور سنن موکدہ (یعنی وہ سنتیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ضرور پڑھا کرتے تھے اور اپنے متبعین کو پڑھنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے) ملا کر ایک مسلمان دن میں ۳۰-۳۵ مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھتا ہے۔ یعنی چار رکعتیں فجر کی اور ۱۲ ظہر کی ملا کر ۱۶ ہو گئیں۔ اور پھر عصر کی ملا کر ۲۰ اور ۵ مغرب اور ۹ عشاء کی یہ کل ۳۴ رکعتیں ہوئیں۔ لیکن اگر ظہر کی سنتیں بجائے چار چار کے دو دو پڑھی جائیں تو چار رکعتیں کم ہو کر ۳۰ ہو جائیں گی۔ اس طرح گویا ۳۰ سے ۳۴ دفعہ ایک مسلمان کے لئے لازمی ہے کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور اگر فرائض اور سنن کے علاوہ نوافل بھی پڑھے تو جیسا موقعہ ہوگا اس تعداد میں زیادتی ہو جائے گی۔ مثلاً

رمضان میں تراویح

پڑھی جاتی ہیں۔ اگر انسان آٹھ تراویح پڑھے یا ۱۸ تراویح پڑھے تو ۳۸ دفعہ سے ۴۸ دفعہ تک سورۂ فاتحہ پڑھے گا۔

غرض جس نے نماز پڑھنی اس کو ۴۸ دفعہ یا کم از کم ۳۰ دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھنی پڑتی ہے اور اس کے بغیر نماز ہی نہیں سوائے اس کے کہ اسے سورۂ فاتحہ نہ آتی ہو۔ مگر ایک مسلمان کے لئے یہ کہنا بھی درست نہیں کہ مجھے سورۂ فاتحہ نہیں آتی۔ ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ سیکھے اگر یہ حالت ہو کہ وہ سیکھ ہی نہ سکتی، ہو تو علیحدہ بات ہے، مثلاً ایک شخص بڈھا ہو اور اس کی عقل ماری گئی ہو یا آخری عمر میں وہ اسلام لایا ہو یا پاگل ہو یا بچہ ہو تو ایسے معذور دن

اکو الگ کر کے باقی سب کے لئے لازمی ہے کہ ۳۰ سے لے کر ۴۸ مرتبہ تک سورہ فاتحہ کو نماز میں دہرائے۔ اس صورت میں ایک مومن خدا کے حضور کھڑے ہو کر علاوہ اور باتوں کے

دو باتیں اپنی طرف سے

کہتا ہے۔ یہ دو باتیں اس کے دو دعوے ہوتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہو کر کرتا ہے۔ باقی باتیں دعوے نہیں ہوتے بلکہ باقی وہ حقائق بیان کرتا ہے۔ مثلاً کہتا ہے الحمد للّٰہ رب العالمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اس میں وہ خدا تعالیٰ کے متعلق ایک امر بیان کرتا ہے اس کا اپنا کوئی کام نہیں۔ اسی طرح الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین۔ یہ سب

واقعات اور حقائق

ہیں۔ اور یا پھر وہ خدا تعالیٰ سے مانگتا ہے مثلاً کہتا ہے اھدنا الصراط المستقیم کہ اے خدا ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ یہ بھی اس کا اپنا کام نہیں۔ وہ اپنی طرف صرف دو دعوے منسوب کرتا ہے اور کہتا ہے ایاک نعبد وایاک نستعین اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ان دو دعووں کے سوا سورہ فاتحہ میں انسان کی طرف سے اور کوئی دعویٰ نہیں مثلاً خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار ہے۔ سو انسان کے نہ کہنے اللہ تعالیٰ تعریف والا ہے وہ کہے نہ کہے اللہ رحمٰن ہے وہ کہے نہ کہے اللہ رحیم ہے۔ وہ کہے نہ کہے اللہ مالک یوم الدین ہے۔ اس کے نہ کہنے سے

خدا کی ربوبیت

میں کوئی فرق نہیں آتا۔ وہ اگر نہ کہے کہ تو رحمٰن ہے تو اس کی رحمانیت میں کیا فرق پڑ جائے گا خدا تعالیٰ کے بادل اسی طرح برسیں گے جس طرح پہلے برستے تھے۔ اس کا سورج بدستور چڑھتا رہے گا۔ اس کی ہوا بغیر روک کے چلتی رہے گی۔ انسان کے ہاتھ جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے کان جن سے وہ سنتا ہے اس کے پاؤں جن سے وہ چلتا ہے۔ اس کی آنکھیں جن سے وہ دیکھتا ہے۔ غرضیکہ باقی سب اعضاء جن سے وہ کام لیتا ہے وہ اس نے کہیں سے خرید سے نہیں بلکہ

مفت ملے ہیں

اگر کوئی اس سے پوچھے کہ ایک مٹی کا ڈھکنا زیادہ قیمتی ہے یا ہاتھ تو کوئی پاگل ہی ہوگا جو یہ کہے گا کہ مٹی کے ڈھکنے کی قیمت زیادہ ہے یقیناً ہر عقلمند یہی کہے گا کہ ہاتھ زیادہ قیمتی ہے۔

گورنمنٹ کے قانون

میں بھی ایسا ہی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کا ہاتھ کاٹ لے یا پاؤں یا ناک وغیرہ کاٹ لے تو گورنمنٹ اس کاٹنے والے کو قید کرتی ہے۔ اور اگر اتفاقی حادثہ سے مثلاً موٹر کی ٹھوکر وغیرہ سے کسی عضو کو نقصان پہونچ جائے تو جیسی اس مجروح کی حیثیت ہوتی ہے اس کے حسب حالات نقصان پہنچانے والے سے ہرجانہ دلایا جاتا ہے۔ بہر حال گورنمنٹ کے نزدیک بھی ہاتھ اور پیر کی قیمتیں ہیں جن کی وجہ سے بعض حالات میں زخمی کرنے والے کو قید میں ڈالا جاتا ہے اور

اتفاقی حادثہ میں

مجروح کی حیثیت کے مطابق بعض دفعہ ہزار بعض دفعہ دو ہزار بلکہ پچاس پچاس ہزار روپے تک ہرجانہ دلایا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ایک ڈاکٹر ہو جس کی آمد ہزار بارہ سو روپیہ ہو اور کوئی شخص اتفاقی حادثہ سے اس کا ہاتھ یا پاؤں توڑ دے۔ تو اس ڈاکٹر کو ہزار دو ہزار روپے ہرجانہ دلانا کافی نہیں ہوگا بلکہ اس کے

گزارہ کے مطابق

دلایا جائے گا۔ عدالت کہے گی کہ چونکہ یہ شخص بے کار ہو گیا تو اب یہ اپنے بیوی بچوں کو کس طرح کھلائے گا اس لئے ایسی صورت میں پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ روپے تک ہرجانہ دلا دیتی ہے

اب دیکھو

کہ اس قدر قیمتی ہاتھ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مفت دیا ہے۔ اس نے اس پر کوئی قیمت خرچ نہیں کی۔ وہ ایسا قیمتی ہے کہ اسے نقصان پہنچ جانے پر گورنمنٹ بھی کسی کو ایک ہزار کسی کو دو ہزار کسی کو دس ہزار کسی کو بیس ہزار کسی کو پچاس ہزار اور کسی کو لاکھ لاکھ روپے تک دلا دیتی ہے۔ لیکن اگر اس کے مٹی کے ڈھکنے کو کوئی توڑ ڈالے اور پھر مالک جا کر عدالت میں دعویٰ کرے کہ فلاں شخص نے میرا مٹی کا ڈھکنا توڑ دیا ہے اول تو کوئی وکیل ایسے مقدمہ کو لینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی لالچ کے مارے لے بھی لے۔ تو عدالت اس کی بے وقوفی پر مقدمہ خارج کر دے گی۔ غرض وہ ہاتھ جس کی قیمت ہزار دو ہزار یا لاکھ مقرر کی گئی تھی اس پر تم نے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کیا۔ وہ تو تمہیں مفت ملا ہے۔ مگر وہ ڈھکنا جس کے توڑے جانے پر پولیس کا چالان تو کجا تم خود بھی جا کر عدالت میں دعویٰ کرو۔ تو عدالت توجہ کے قابل نہیں سمجھے گی وہ تمہیں مفت نہیں مل سکتا۔ وہ تم خریدنا چاہو تو پیسے دے کر ہی ملے گا۔ اب یہ تمہارے ہاتھ پاؤں ناک کان وغیرہ

خدا کی رحمانیت

نہیں تو اور کیا ہے۔ اس ثبوت کی موجودگی میں اگر بندہ خدا کو الرحمٰن الرحیم نہ بھی کہے تب بھی کوئی حرج نہیں بلکہ اگر ساری دنیا کہنے لگ جائے کہ رحمٰن کوئی نہیں تو اس کا یہ قول ہی خدا کی رحمانیت کی دلیل ہوگا کیونکہ جب کوئی شخص کہہ رہا ہوگا کہ کوئی خدا نہیں تو یہ کس زبان سے بول رہا ہوگا یہ زبان اس نے کہاں سے لی ہوگی۔ یقیناً خدا نے اسے مفت دی ہے اور رحمٰن مفت دینے والے کو ہی کہتے ہیں۔ پس اس کا تو خدا کو گالیاں دینا بھی خدا کی رحمانیت کا ثبوت ہوگا۔

پھر بندہ کہتا ہے

خدا مالک یوم الدین ہے

اب اگر یہ نہ کہتا تب بھی خدا مالک یوم الدین

تھا۔ اب اگر یہ نہ کہتا تب بھی وہ مالک یوم الدین تھا۔ اس کے بعد کہتا ہے ایاک نعبد و ایاک نستعین۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ پس ساری سورۃ میں یہی دو فقرے اس نے اپنی طرف منسوب کئے ہیں ان سے پہلے وہ صداقت کا اظہار کرتا ہے اور ان کے بعد خدا سے کچھ مانگتا ہے کہ اے خدا مجھے کچھ دے دے۔ لیکن درمیان میں وہ دو دعوے کرتا ہے ایک تو یہ دعوے کرتا ہے کہ

میں خدا کا عبد ہوں اور کسی کا عبد نہیں۔

لیکن

اگر اس کا عمل دیکھو

تو کتنے ہیں جو اس دعوے پر سچے طور پر عمل کرتے ہیں ہزاروں ہیں جو ایک طرف ایاک نعبد کہتے ہیں اور دوسری طرف چوریاں کرتے ہیں۔ جھوٹ بولتے ہیں۔ غیبت کرتے ہیں اور ذرا ہاتھ میں طاقت آتے ہی تو دوسرے کو کچھ چیز ہی نہیں سمجھتے۔ وہ اپنے کمزور بھائی کو کہتا ہے کہ میں تھپڑ مار کر تیرے سارے دانت توڑ ڈالوں گا۔ وہ نادان اتنا بھی نہیں جانتا کہ یہ زور اس کے ہاتھ میں کہاں سے آیا۔ دولت آجائے تو وہ لوگوں کو کہتا ہے کہ میں تمہیں یوں ذلیل کروں گا میں تمہیں سیدھا کر دوں گا۔ چنانچہ دیکھو نبیوں کے مخالف کس گھمنڈ کے ساتھ نبیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ باز آجاؤ ورنہ ہم تم کو اپنی زمین سے نکال دیں گے۔ ہمارے ملک میں بھی زمیندار اپنے کمزور ہمسایہ کو کہتے ہیں کہ ہم تمہارا پاخانہ بند کر دیں گے۔ دیہات میں ٹٹیوں کا یا ان کی صفائی کرنے والوں کا انتظام تو ہوتا نہیں کھیتوں میں جانا پڑتا ہے تو وہ زمیندار ذرا سی بات پر اتنا اچھلتا ہے کہ گویا زمین و آسمان کی طاقت اس کے پاس ہے۔ خدا تعالیٰ کو تو حقیقی حکومت حاصل ہے مگر اس کے باوجود بندوں پر حکومت نہیں جتاتا بلکہ ناز اٹھا رہا ہے اور محبت کے ساتھ اپنے بندوں سے احسان کر رہا ہے کہیں بندہ روٹھا ہوا ہے۔ اور خدا اس کو منا رہا ہے

حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی رح

لکھتے ہیں کہ اگر لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ میں اعلیٰ کپڑے پہنتا ہوں کیونکہ ان کے متعلق آتا ہے کہ وہ بہت قیمتی کپڑا پہنتے تھے جو ہم شکل کی قیمت کے لحاظ سے ہزار روپیہ فی گز کا کپڑا بنتا ہے۔ اسی طرح حضرت ولی اللہ صاحب رح جو دہلی کے ایک بہت بڑے بزرگ تھے ان کے متعلق بھی آتا ہے کہ ان کو لباس نہایت اعلیٰ میسر تھا۔ اور وہ روزانہ نیا جوڑا پہنتے تھے۔ جب اس پر لوگوں نے اعتراض کیا کہ یہ قیمتی کپڑے پہنتا ہے اور قیمتی کھانے کھاتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں تو کبھی کپڑا نہیں پہنتا جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبد القادر! تجھے میری ذات کی قسم تو کپڑا پہن اور میں کوئی کھانا نہیں کھاتا جب تک مجھے خدا تعالیٰ نہیں کہتا کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات کی قسم تو یہ کھانا کھا۔

اب دیکھو کہ کہاں خدا تعالیٰ کی ذات اور کہاں عبد القادر جیلانی رح دونوں میں اتنی بھی تو نسبت نہیں جتنی ایک انسان اور چیونٹی میں ہوتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی محبت کی وجہ سے بندے کی منتیں کر کے اسے مناتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا یہ سلوک بندے کو شرم دلانے کے لئے ہے کہ خدا تو عرش پر ہو کر یوں منتیں کرتا ہے مگر یہ اتنا چھوٹا ہو کر کبر و غرور میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا اور میں ووں کر دوں گا...... ایک افسر اپنے ماتحتوں سے کہتا ہے کہ میں تیرا پانی بند کر دوں گا۔ میں تیری فصل سکھا دوں گا۔ حالانکہ وہ صرف کارندہ ہوتا ہے مالک بھی نہیں ہوتا مگر پھر بھی وہ اس قدر دعوے کرتا ہے کہ حیرت آتی ہے گویا ادھر تو وہ ایاک نعبد میں خدا تعالیٰ کے سامنے کہتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں تو آپ کا ایک غلام ہوں میں تو ذلیل ہوں میرا کوئی ٹھکانا نہیں مگر نماز سے نکل کر ایک اپنے جیسے بندے کو جس کی ویسی ہی آنکھیں ہیں جیسی اس کی۔ ویسی ہی ناک ہے جیسی اس کی۔ ویسے ہی ہاتھ اور پاؤں ہیں جیسے اس کے۔ کہتا ہے کہ میں تجھے نکال دوں گا۔ میں تجھے جوتوں سے سیدھا کروں گا۔ میں تجھے بتلا دوں گا کہ میں کون ہوں

تعجب ہے

کہ پچاس دفعہ خدا تعالیٰ کے سامنے ایاک نعبد کہنے والا کہتا ہے کہ میں وہ چیز ہوں اور میں یہ چیز ہوں اور اتنے بڑے دعوے کرتا ہے۔ مسجد میں تو وہ کہتا ہے کہ خدا ہی سب کچھ ہے مگر باہر آکر آپ ہی رب بن جاتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ شخص اتنا جھوٹ بولنے والا ہے کہ جس کی مثال ہی نہیں اور پچاس دفعہ دعویٰ کر کے جھوٹ بول جاتا ہے ایسے شخص کے قول کی کیا قیمت رہ جاتی ہے جو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ پچاس دفعہ کہتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں میں نہایت ذلیل غلام ہوں تو ہی سب سے بڑا ہے مگر باہر نکل کر کہتا ہے کہ میں ہی سب کچھ ہوں۔ بھلا ایسے شخص کے دل میں ایمان پیدا ہی کیسے ہو سکتا ہے جو باوجود کمزور ہونے کے دعوے کرتا ہے کہ میں یوں کر دوں گا اور میں ووں کر دوں گا

اس کے مقابلہ میں خدا کو سب طاقتیں حاصل ہیں مگر پھر بھی وہ ایسا نہیں کہتا بلکہ اپنے بندوں پر رحم کرتا ہے۔

بعض منافق لوگ جب جماعت سے الگ ہوتے ہیں تو

بلند بانگ دعاوی

کرتے ہیں کہ ہم یوں کر دیں گے ہم ایسا کر دیں گے لیکن میں نے باوجود جماعت کا امام ہونے کے کبھی نہیں کہا کہ میں ایسا کر دوں گا بلکہ یہی کہتا رہا ہوں کہ جو کچھ خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا انسان کو تو چاہیئے کہ اگر اس کے دل میں ایسا گندہ خیال آئے تو بجائے دوسرے کو مارنے کے کہے کہ میں اس خیال کو کچل دوں گا اور اپنے دل کو سزا دینے کی کوشش کرے ایاک نعبد کہنے والا اگر غرور اور تکبر سے کام لے تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی غلامی ہے

دوسری بات

جو وہ بطور دعوے کے پیش کرتا ہے ایاک نستعین ہے کہ اے خدا میں نے تجھ ہی سے لینا ہے اور کسی بندے سے نہیں مانگنا۔ مگر عملاً ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں ایک بندہ کہتا ہے کہ میں ذلیل ہوں میں حضور کا غلام ہوں ادھر سجدے سے سر اٹھاتے ہی لاٹھی لے کر کھڑا ہو جاتا ہے وہاں یہ دوسرا شخص اسی کی شکایت لے کر خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ خدایا یہ جو تیرا بندہ بنتا تھا بالکل جھوٹ کہتا تھا کہ میں نے کسی پر ظلم نہیں کرنا میں نے کسی کا حق نہیں دبانا مگر باہر جا کر ڈنڈا لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور ہم پر ظلم کرتا ہے اور ہمارے مالوں کو ناجائز طور پر دباتا ہے یہ تو تیرے سامنے جھوٹ بول گیا مگر ہم سچ کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے ہی مدد مانگیں گے اور کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائیں گے۔ لیکن ظالم تو یہ کہہ کر کہ میں تیرا غلام ہوں۔ ذلیل ہوں۔ کسی کو کیا کہہ سکتا ہوں جھوٹ بول گیا۔ اور یہ مظلوم بھی بن کر جھوٹ بول گیا کیونکہ ادھر تو خدا تعالیٰ کے سامنے کہا کہ

ہم نے تجھ سے ہی مانگنا ہے

اور پھر سلام پھیرتے ہی بندوں کے آگے ہاتھ جوڑنے شروع کر دیتا ہے کہ حضور ہمارے مائی باپ ہیں حضور ہی مدد کر سکتے ہیں۔ اگر اس کا ایاک نستعین کہنا صحیح ہے تو پھر یہ گھبراتا کیوں ہے۔ اگر واقعہ میں خدا ہے تو وہ ضرور اس کی مدد کرے گا پھر دوسروں سے کس لئے مدد مانگتا پھرتا ہے بہرحال اس کا ایاک نستعین کہنا تبھی صحیح ہو سکتا ہے جب وہ دوسرے بندوں سے

ذلت آمیز مدد

نہ مانگے۔ ہاں تعاون والی مدد مانگے تو یہ درست ہوگا۔ یہ نہ ہو کہ انسانی کوشش پر ہی سارا انحصار رکھے۔ ایک شخص جب کسی سے سفارش کرانا چاہتا ہے اور اسی سفارش پر سارا انحصار رکھتا ہے تو اس کی یہی وجہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اگر اس کی سفارش نہ ہوئی تو وہ کہیں کا نہ رہے گا۔ حالانکہ جب ایسا شخص نماز میں کہتا ہے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں تو فارغ ہوکر

کیوں ہر دروازے پر ماتھا رگڑتا ہے

اور منتیں کرتا پھرتا ہے کہ مجھ پر فلاں مصیبت ہے میری مدد کرو۔

غرض ایک طرف تو ظالم کہتا ہے کہ میرے جیسا ذلیل کوئی نہیں اور میرے جیسا غلام کوئی نہیں۔ لیکن نکلتے ہی یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا نمرود کوئی نہیں۔ اس جیسا شداد کوئی نہیں۔ دوسری طرف یہ مظلوم کہتا ہے کہ میں نے تو کسی سے مدد نہیں مانگنی تجھ سے ہی مانگنی ہے اور پھر نکلتے ہی ہر ایک کے آگے ناک گھستا ہے حیرت آتی ہے کہ کس طرح دونوں فریق جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں پہلا ایاک نعبد کہتا ہے اور ہر ایک پر ظلم کرتے پھرتا رہتا ہے۔ اور دوسرا ایاک نستعین کہہ کر ہر ایک سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ روزانہ پچاس دفعہ خدا کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں میں تیرا غلام ہوں مجھ سے ذلیل اور کوئی نہیں لیکن فارغ ہوتے ہی فرعون سے بڑا بنتا ہے اور دوسرا کہتا ہے مجھے ان فرعونوں کی پرواہ نہیں میں نے تجھ سے ہی مانگنا ہے تیرے ہوتے ہوئے مجھے کسی اور سے کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ مگر سلام پھیرنے کے بعد ہر ڈیوڑھی پر جا کر ناک رگڑتا ہے حالانکہ نماز کے اندر کہہ رہا تھا کہ میں نے تو اے خدا تجھ سے ہی مانگنا ہے میں نے کسی اور کے پاس جانا ہی نہیں نہ مجھے کسی کی پرواہ ہے ایک دفعہ تیرے ساتھ جو تعلق جوڑ لیا تو بھلا اب میں کسی کو کیا جانوں اور ادھر مسجد سے نکلتے ہی آوازیں دینی شروع کرتا ہے کہ اے چوہدری جی تسلیمات میری مدد کرو۔ اے مولوی جی تسلیم میری کہانی سن لو۔ غرض ہر ایک سے مدد مانگتا پھرتا ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں۔

پھر دوسری اذان ہوتی ہے پھر یہ مسجد میں آتا ہے اور خدا کے آگے کھڑے ہو کر عرض کرتا ہے کہ میں نے کسی سے نہیں مانگنا اگر مانگنا ہے تو تجھ سے

تیرے سوا بھلا میں جا کہاں سکتا ہوں۔ پھر نماز سے علیحدہ ہوتا ہے تو تم اس نالائق کو دیکھتے ہو کہ [illegible] طرح ہر دروازے پر جا کر مانگتا پھرتا ہے اگر اس کے اندر ذرا بھی دیانت ہوتی۔ اگر وہ واقعی میں سمجھتا کہ اس کا خدا موجود ہے تو اسے اس طرح مانگنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک کمزور ایمان والے کا مانگنا جس کے اندر طاقت نہیں، اور رنگ رکھتا ہے وہ تو نرا گدا کی طرح ہوتا ہے کہ اگر اسے مل جائے تو خیر ورنہ خدا ایسے توکل کرکے آگے چلا جاتا ہے مگر یہ بالکل جھوٹ بولتا ہے اور خدا سے مانگنے کا اقرار کرکے ہر ایک کے سامنے لجاجت کرتا ہے اور ہر بندے کو خدا سمجھتا ہے

کیا یہ عجیب تماشا نہیں

کہ ظالم اور مظلوم دونوں جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ ایک خدا کے سامنے جا کر کہتا ہے کہ میرے جیسا ذلیل دنیا میں کوئی نہیں میرے جیسا نکما دنیا میں کوئی نہیں۔ اور جب باہر نکلتا ہے تو طرح طرح کے ظلم و ستم سے کام لینا شروع کر دیتا ہے دوسرا کہتا ہے مجھے کسی ظالم کی کیا پرواہ ہے۔ میں کب کسی سے ڈرتا ہوں جب تیرے جیسا رحیم و کریم خدا میرے سامنے ہو تو مجھے کس کا خوف ہو سکتا ہے بھلا میں کسی سے ڈرتا ہوں؟ مجھے پتہ ہے کہ جو مجھے مارنا چاہے گا تو اسے مار دے گا اور جو مجھے ذلیل کرنا چاہے گا تو اسے ذلیل کرے گا۔ میں تیرا دروازہ چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں؟ مگر جس طرح پہلا شخص نماز کے بعد ظلم کو شیوہ بنا لیتا ہے اسی طرح یہ دوسرا شخص پانچ مرتبہ خدا سے مانگنے کا اقرار کر کے جاتا ہے اور پانچ پہر لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے۔ ایسے اقرار کرنے والے پر خدا کا فضل نازل کس طرح ہو سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک بزرگ کا واقعہ

سنایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کے رزق کے لئے ایک ذریعہ مقرر کیا ہوتا ہے یہ نہیں ہوتا کہ براہِ راست فرشتے آسمان سے لا کر اس کے سامنے رکھ دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کسی بندے کے دل میں ڈال دیتا ہے کہ فلاں بندے کو ضرورت ہے اسے فلاں چیز دے دو۔ یا خواب میں دکھا دیتا ہے کہ فلاں جگہ سے تیری ضرورت پوری ہو سکتی ہے یا کہیں اچھی بارش برسا دیتا ہے اور فصلیں اچھی ہو جاتی ہیں۔ غرض ہزاروں ذریعے رزق پہنچانے کے اس نے مقرر کئے ہیں لیکن خدا تعالیٰ بعض دفعہ کسی بندے کو کہہ دیتا ہے کہ تو تلاش بھی نہ کر بلکہ ایک جگہ بیٹھ جا ہم تیرے لئے رزق پہنچا دیں گے۔ چنانچہ وہ بیٹھ جاتا ہے اور پھر خدا تعالیٰ بندوں کے دل میں الہام کرتا ہے کہ فلاں شخص کے لئے کھانا لے جاؤ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو کہا کہ تو

پہاڑ کی چوٹی پر بیٹھ جا

اور اسے وہاں کئی سال تک اللہ تعالیٰ کھانا پہنچاتا رہا۔ آخر ایک دن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اس بندے کو دیکھا جائے کہ اس کا ایمان کیسا ہے۔ چنانچہ اس دن لوگوں کو اس کے متعلق الہام کرنا بند کر دیا ادھر اس بزرگ کو فاقہ آنا شروع ہوا ایک وقت کا فاقہ آیا دوسرے وقت کا آیا۔ پھر تیسرے وقت کا آیا۔ آخر اس سے بھوک برداشت نہ ہوئی۔ انہوں نے سوچا کہ اس طرح بیٹھے رہنا تو ٹھیک نہیں شہر میں جا کر کسی سے کھانا لانا چاہیے قریب ہی ایک شہر تھا وہاں گئے اور ایک امیر کے دروازے پر جا کر کھانا مانگا جہاں سے انہیں تین روٹیاں اور کچھ سالن ملا جسے وہ لے کر واپس چلے تو اس امیر کے دروازے پر ایک کتا بیٹھا تھا۔ اس کتے کے

دل پر اللہ تعالیٰ نے الہام نازل کیا

وہ کتا ان کے پیچھے چل پڑا۔ کچھ دور جا کر ان کو خیال آیا کہ یہ کتا جو میرے پیچھے آ رہا ہے شاید بھوکا ہے۔ یہ سوچ کر انہوں نے ایک روٹی اور تیسرا حصہ سالن کا آگے ڈال دیا۔ کتا جلدی سے وہ روٹی اور سالن کھا کر ان کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دور جا کر انہوں نے یہ خیال کر کے کہ اس کتے کا حق زیادہ ہے۔ دوسری روٹی اور ایک حصہ سالن اور ڈال دیا۔ کتا وہ بھی جھٹ پٹ کھا کر پیچھے ہو لیا۔ اب ان کے دل میں خیال آیا کہ کیسا ڈھیٹ جانور ہے انسان کی عادت ہے کہ وہ غصے میں آ کر جانوروں سے باتیں کرنی شروع کر دیتا ہے۔

تم نے کئی دفعہ دیکھا ہوگا

کہ کسان چلتے ہوئے بیلوں سے بھی باتیں کرتا جاتا ہے اور اسے کہتا جاتا ہے کہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ بیل سنتا نہیں سمجھتا نہیں۔ اسی طرح غصے میں آ کر انہوں نے کتے سے کہا کہ "بے حیا کیسی کا دو روٹیاں ڈال دیں اب بھی جانے کا نام نہیں لیتا" ادھر انہوں نے یہ کہا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے ان پر

کشف کی حالت

طاری کی اور کتا بولا (کشف میں جانور بھی بولا کرتے ہیں اور دیواریں بھی بولا کرتی ہیں) کہ بے حیا تم ہو یا میں ہوں۔ مجھے اس امیر کے دروازے پر سات سات وقت کا فاقہ آیا ہے مگر اس کے باوجود میں اس دروازے سے کہیں نہیں گیا لیکن خدا تم کو اتنی مدت سے وہیں بیٹھے کھانا پہنچاتا رہا اور تم تین فاقوں سے گھبرا کر مانگنے آ گئے ہو۔ اب خود ہی سوچو کہ بے حیا تم ہو کہ میں ہوں۔ کتے نے یہ کہا اور ادھر ان کی کشفی حالت جاتی رہی تب انہیں سمجھ آ گئی اور انہوں نے

آخری روٹی اور سالن

بھی وہیں پھینکا اور اپنے مقام پر واپس آ گئے۔

اللہ تعالیٰ نے تو

ان کا امتحان لینا تھا

اور ان پر ظاہر کرنا [illegible] تھا کہ تمہارا ایمان ابھی مضبوط نہیں ہوا۔ گھر پہنچے تو دیکھا کہ پانچ چھ آدمی کھانے لئے کھڑے ہیں ایک معذرت کر رہا تھا کہ حضور غلطی ہوئی معاف کریں مجھے یاد نہیں رہا تھا۔ دوسرا یہ کہہ رہا تھا حضور میری بیوی بیمار تھی معاف کریں آپ کو تکلیف ہوئی۔ غرض ہر ایک معافی مانگ رہا تھا اور کھانا پیش کر رہا تھا۔ تو خدا تعالیٰ کے ایسے بھی بندے ہوتے ہیں کہ انہیں اسباب سے کام لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ انہیں خود کہہ دیتا ہے کہ ایک جگہ بیٹھ جاؤ ہم تمہارا رزق تمہیں خود پہنچائیں گے۔ اور کبھی اللہ تعالیٰ اتنا رزق دیتا ہے کہ سید عبد القادر صاحب جیلانی کی طرح ہزار ہزار روپے گز والا کپڑا پہننے کا حکم دیتا ہے اور کبھی اتنی تنگی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرح وہ پیٹ پر پتھر باندھے پھرتا ہے۔

غرض کسی کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا رزق دیتا ہے اور کسی کو بغیر حساب کے دیتا ہے جیسا کہ حضرت سلیمان اور حضرت داؤد علیہم السلام کو دیا۔ بہرحال یہ حکم ہوتا ہے کہ بندوں کے پاس نہ جائیں یہ جائز ہوتا ہے کہ وہ کوشش کرے کھیتی باڑی کرے۔ لیکن اگر وہ اسی حالت کو یہاں تک گرائے کہ مانگنے کے پیچھے پڑا رہے اور ذرا سی تکلیف پر بندوں کے آگے ہاتھ جوڑنا شروع کر دے تو یہ کسی طرح جائز نہیں ہوتا اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ

ایک مظلوم ظلم کی شکایت کرے

مگر یہ کہ ہر ایک کے ساتھ اسی طرح چمٹ جائے جس طرح جونک چمٹتی ہے اور یہ خیال کرے کہ اگر میری مدد نہ کی تو میں مر گیا کسی طرح درست نہیں۔ یہ تو پانچ وقت کہتا ہے کہ اے خدا میں نے تیرے سوا کسی سے نہیں مانگنا اور پھر ہر دروازے پر چیختا نظر آتا ہے۔ اگر یہ خدا سے مانگتا تو کیا خدا اسے چھوڑ دیتا؟ ہم تو معمولی معمولی باتوں میں دیکھتے ہیں کہ بعض دفعہ خدا تعالیٰ ایسے طور پر دشمن سے بدلہ لیتا ہے کہ حیرت آتی ہے۔ ایک شخص تم کو مارتا ہے یا تمہارے بیٹے کو مارتا ہے اور گھر جاتا ہے تو اس کے بیٹے کو تو تپ ہو جاتا ہے۔ ایسے بیسیوں واقعات ہمارے سامنے موجود ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا منشا ہے کہ جب بدلہ لینے لگو تو میرے بندوں کے متعلق رحم کا خیال رکھو۔ لیکن کئی لوگ جب بدلہ لینا چاہتے ہیں تو بددعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کا بیڑا غرق ہو تو اچھا ہے۔ بلکہ بعض تو مجھے خط لکھتے ہیں کہ فلاں نے ہمیں دکھ دیا ہے دعا کریں کہ اس کا بیڑا غرق ہو۔ میں انہیں لکھتا ہوں کہ تمہیں تو اس سے غرض ہے کہ تمہارا نقصان پورا ہو جائے۔ اس بات سے کیا فائدہ کہ دوسرے کا بیڑا غرق ہو مگر وہ اس پر مصر رہتے ہیں کہ ہم تو تب خوش ہوں گے جب دشمن کا بیڑا غرق ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ایک کبڑی کی مثال

سنایا کرتے تھے کہ اس سے کسی نے پوچھا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ تیری کمر سیدھی ہو جائے یا باقی لوگ بھی کبڑے ہو جائیں تو جیسا کہ بعض طبیعتیں ضدی ہوتی ہیں اس نے آگے سے یہ جواب دیا کہ مدتیں گزر گئیں میں کبڑی ہی رہی اور لوگ میرے کبڑے پن پر ہنستے اور مذاق کرتے رہے اب تو یہ سیدھا ہونے سے رہا۔ مزہ تو جب ہے کہ یہ لوگ بھی کبڑے ہوں اور میں بھی ان پر ہنس کر جی ٹھنڈا کروں اسی طرح

بعض حاسد طبیعتیں

ہوتی ہیں کہ انہیں اس سے غرض نہیں ہوتی کہ ان کی تکلیف دور ہو جائے بلکہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ دوسرا تکالیف میں مبتلا ہو جائے۔ حالانکہ اگر نادان سوچیں تو انسان سے ہزاروں غلطیاں روزانہ ہوتی ہیں اور اس کے دل میں بغض اور

کمینہ کیوں نہ ہو تو ہزاروں لاکھوں گناہ جو یہ روز کرتا ہے مثلاً کبھی جھوٹ بولتا ہے کبھی بدظنی کرتا ہے کبھی کسی سے درشت کلامی کرتا ہے کبھی کسی سے حسن ظن نہیں رکھتا کسی وقت بچوں کی تربیت سے غفلت کرتا ہے بعض دفعہ بیوی کا حق ادا نہیں کرتا۔ ایسی صورت میں جب قیامت کے دن ان غلطیوں کا طومار اس کے سامنے رکھا جائے گا۔ تو اس وقت اس کے پاس کیا چیز ہو گی جو بدلہ میں پیش کر سکیگا۔ سوائے ایک ہی چیز ہو گی جو بدلہ میں پیش ہو سکیگا یعنی جو اس نے اپنے بندوں کے گناہ معاف کئے ہونگے اس وقت خدا تعالیٰ کہے گا کہ میرا بندہ دنیا میں دوسروں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے اور جب یہ بندہ ہو کر اپنے جیسے بندوں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے تو میں رب العلمین ہو کر اس کے گناہ کیوں نہ معاف کروں مجھے تو سزا دیتے ہوئے اسے شرم آتی ہے

لیکن بعض لوگ اس قانون سے یہ

ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں

کہ قانون شکنی کو جرم نہیں سمجھتے اور خود بخود خیال کر لیتے ہیں کہ وہ قابل معافی ہیں۔ مثلاً جب نظام سلسلہ کے خلاف بعض لوگ حرکت کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ گناہ معاف کرتا ہے آپ بھی معاف کر دیں حالانکہ وہ اتنا نہیں سوچتے کہ اس فعل کی اصلاح ہونی چاہیے اور معاف کرنا تو اس کے اختیار میں ہوتا ہے جس کا جرم کیا جائے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے پاس بعض لوگ ایک عورت کا مقدمہ لائے جس نے چوری کی تھی۔ چونکہ وہ ایک امیر گھرانے سے تعلق رکھتی تھی بعض لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اسے معاف کر دیا جائے۔ رسول کریم یہ سن کر جوش میں آ گئے اور آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں

تو معافی کے یہ معنے نہیں کہ اس سے ناجائز فائدہ اٹھایا جائے اور نہ مجرم کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ بطور حق کے معافی مانگے

معافی دینا اصل میں خدا کا کام ہے

اور اس نے بندہ کے گناہ معاف کرنے کی نیکی کو اس کی معافی کا ذریعہ بنایا ہے اور یہی چیز ہے جو خدا کے سامنے ان گناہوں کے طومار کی سزا دینے سے بچا سکتی ہے۔ دیکھو خدا تعالیٰ کی تعلیم کس طرح حکمت سے پر ہے ایک طرف حاکم کو کہتا ہے کہ تو بیچ میں ہو کر بات کر۔ اور دوسری طرف

مسیح موعود کا انکار و انتظار

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

اپنے عمل سے یہود و نصاریٰ کے قدم بہ قدم نہ بارے۔ !!

باقی رہا مراسلہ نگار کی اس خواہش کا اظہار کہ

"ہم تو دونوں قادیانیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں"

احمدیوں کو ختم کرنے والے یہ کون تھے پچھلی پون صدی اس بات پر شاہد ہے کہ احمدیت کو ختم کرنے کرتے بہت سے معاندین خود ہی ختم ہو گئے مراسلہ نگار اور اس کے ہمنوا کسی باغ کی مولی ہیں۔ وہ بھی اس کا تجربہ کرلیں۔ بلکہ حقیقتاً مراسلہ نگار تو اسی وقت خود ہی ختم ہو گیا جب اس نے مستقبل کے متعلق آنحضرت کی بیان فرمودہ ہدایات سے رو گردانی کرتے ہوئے نام نہاد "علامہ" رشید رضا یا علامہ اقبال کے نظریات کی پیروی کی۔ اور آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی اصلاح کی غرض سے آنے والے کا سرے سے انکار کر دیا۔

الغرض یہ ہے مختصر کیفیت مسیح موعود کے حق میں ایک پہلو سے شدید انتظار کی اور دوسرے پہلو سے صداقت کے انکار اور اس کے عبرتناک انجام کی۔ !!

فاعتبروا یا اولی الابصار !!

آنحضرت کو کہنا ہے کہ اگر کوئی تجھ پر ظلم کرتا ہے تو مجھ سے مدد مانگ تو اور کسی کے پاس جاتا ہی کیوں ہے تو

ایاک نستعین

پڑھتا ہے کہ اے خدا میں نے کسی کے پاس جا کر کیا لینا ہے جب کہ تجھ سا محسن خدا موجود ہے مگر جب انسان کی یہ حالت ہو کہ ادھر وہ یہ عہد کرکے ہر دروازہ سے بھیک مانگتا پھرے تو گویا وہ خدا کا عہد توڑ دیتا ہے ہے لیکن اگر بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جائے تو پھر وہ یقیناً اپنے سامان پیدا کر دیتا ہے تا کہ اس کے نقصان کی تلافی ہو جائے۔ کیونکہ جو شخص خدا تعالیٰ سے مدد مانگتا ہے۔ خدا اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑتا۔

اظہار تشکر اور درخواست دعا

خدا کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے امسال خاکسار کا

(۱) بھتیجا عزیز غلام احمد Geology B.S.C. میں۔

(۲) لڑکا عزیز ظفر احمد B. Com (I Part) Honours میں۔

(۳) لڑکی عزیزہ مبارکہ بیگم سکول فائنل امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ الحمدللہ

اس موقعہ پر خاکسار حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور ان احباب بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان بچوں کی کامیابی کے لئے دعائیں کیں۔

ان کے علاوہ خاکسار کی بھتیجی امۃ الحی نے زنانہ ٹریننگ کا امتحان دیا ہوا ہے۔ اور دوسرے ایک بھتیجے نے B.T. کا امتحان دیا ہوا ہے۔ ان دونوں کے نتیجے ابھی تک نہیں نکلے ہیں ان کی نمایاں کامیابی کے لئے بھی دعا کریں۔

خاکسار کا بڑا لڑکا عزیز سعید احمد اڑیسہ پولیس میں سب انسپکٹر کی ملازمت کے لئے منتخب ہو کر زیر ٹریننگ ہے۔ اس کا فائنل امتحان آئندہ اکتوبر سے ستمبر تک جاری رہے گا اور اس امتحان کے نتیجہ پر ان کا تقرر منحصر ہے۔ اس کی کامیابی کے لئے بھی دعائیں کی جائیں۔

ان کے علاوہ خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیز عبدالقدیر کے داماد عزیز انوار الحق ایم۔اے مختلف ملازمتوں کے لئے امیدوار ہیں اور امتحانات دیئے ہوئے ہیں ان کی کامیابی کے لئے بھی دعا فرمائیں۔

خاکسار سید کریم بخش

25 C, Meher Ali Mandal St

Calcutta 27

نوٹ۔ مندرجہ بالا تینوں بچوں کی کامیابی کی خوشی میں خاکسار مبلغ پندرہ روپیہ اخبار بدر کے لئے ارسال کر چکا ہے۔

درخواستہائے دعا

۱۔ خاکسار کا لڑکا محمد سلیم نور جو فرسٹ ایئر پی۔ایس۔سی کے ہونے والے امتحان میں شامل ہونے والا ہے اچانک علالت کی وجہ سے تیاری میں کچھ خامی رہ گئی ہے۔ خاکسار کی دوسری لڑکی نے پری پروفیشنل سائنس کے کلاس میں داخلہ لیا ہے۔ بغیر استاد اور استانی کے اپنی پڑھائی میں دونوں منہمک ہیں۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے بصد ادب یہ خاکسار سب کی کامیابی کے لئے التماس دعا کرتی ہے۔

خاکسار کنیز فاطمہ اہلیہ مولوی محمد عثمان نور صاحب انسپکٹر آف پولیس سی۔آئی۔ڈی۔ کٹک۔

۲۔ میری والدہ صاحبہ کچھ عرصہ سے بہت بیمار ہیں۔ نظر دن بدن کمزور ہو رہی ہے احباب جماعت اور درویشان قادیان سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا فرما دیں کہ میری والدہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔ اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم مشتاق احمد از وزیر آباد (پاکستان)

۳۔ خاکسار کا بیٹا عزیز رشید احمد کافی عرصہ سے ناک کی خطرناک بیماری میں مبتلا ہے۔ جس کی وجہ سے ہم سب سخت پریشان ہیں۔ اور خود عزیز کو بھی بڑی تکلیف ہے۔ احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے نہایت عجز و انکسار کے ساتھ عزیز کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور اس موذی بیماری سے عزیز کو جلد شفا بخشے آمین۔

خاکسار محمد اسرائیل احمدی از کیرنگ اڑیسہ

ولادت ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور بزرگان سلسلہ کی دعاؤں کی برکت سے چند سال بعد خاکسار کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے احباب اور بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود مرزا شریف احمد کو صحت اور سلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین۔

خاکسار مرزا عبدالرحمن بیگ از بنگلور

فرانکفورٹ (مغربی جرمنی) میں تبلیغ اسلام

تین افراد کا قبول اسلام ٭ پریس کانفرنس کا انعقاد ٭ مسجد میں زائرین کی آمد ٭ مباحثات اور تقسیم لٹریچر

(مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری انچارج فرانکفورٹ مشن (مغربی جرمنی)

عیدالاضحیہ

ماہ اپریل کا اہم ترین نماز عیدالاضحیہ کی تیاریوں سے شروع ہوا۔ اس سلسلہ میں جرمن اور ٹرکش زبان میں دعوت نامے چھپوا کر بھجوائے گئے۔ قالینوں کا انتظام کیا گیا۔ لاؤڈسپیکر کے حصول کی کوشش کی گئی۔ شامیانوں کے لئے امریکن آرمی کی امداد حاصل کی گئی۔ وضو کے لئے پانی کا نل تیار کروایا گیا۔ اندر اور باہر مسجد کی صفائی و مرمت کے لئے رضاکار عمل کئے گئے۔ اسی طرح دنبہ ذبح کرنے کی اجازت اور ضروری انتظامات کے لئے مقامی افسران متعلقہ سے رابطہ پیدا کیا گیا۔ ۱۲ راپریل کو عیدالاضحیہ کا دن تھا۔ نماز عید کے وقت کے لئے مقامی اخبارات میں پہلے ہی سے اعلان شائع کروا دیئے گئے تھے۔ عید کا وقت دس بجے مقرر تھا مگر ترک مسلمانوں کی ایک پارٹی رات کے دو بجے آن پہنچی صبح آٹھ بجے تک نمازیوں کی تعداد اس قدر ہو گئی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی چنانچہ مناسب یہی سمجھا گیا کہ ایک نماز پڑھا دی جائے۔ ابھی آمد کا سلسلہ جاری تھا اور نمازی جوق در جوق آ رہے تھے بعض کے اصرار کے پیش نظر اور نیز جگہ کی قلت کو دیکھتے ہوئے ۹ بجے دوسری نماز پڑھی گئی۔ تیسری اور آخری نماز وقت مقررہ پر ۱۰ بجے ہوئی۔ خاکسار نے خطبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وادیٔ غیر ذی زرع میں اپنے لخت جگر و رفیقۂ حیات کو خدائی منشاء کے مطابق چھوڑ کر چلے جانے اور سنت ابراہیمی کی اقتدار میں قربانیوں کی تفصیلات بیان کرنے کے علاوہ اس زمانہ کے ابراہیمؑ حضرت مسیح موعود کے دعویٰ ماموریت کو پیش کیا اور بتایا کہ کس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا ظہور اس مامور کی قائم کردہ جماعت کے ساتھ مقدر ہے۔ خطبہ جرمن اور ٹرکش ہر دو زبانوں میں پڑھا گیا۔ جرمن نومسلموں کے علاوہ مختلف عرب اور دیگر اسلامی ممالک کے قریباً آٹھ صد افراد نے نماز عید میں شرکت کی۔

پریس کانفرنس نماز عید سے آدھ گھنٹہ پیشتر ایک پریس کانفرنس کا انعقاد ہوا جس میں تین مقامی اخبارات اور ایک جرمن پریس ایجنسی کے نمائندہ نے شرکت کی۔ ہمارے نومسلم بھائی مسٹر محمود اسمٰعیل روشن نے عیدالاضحیہ کا پس منظر بیان کرنے کے علاوہ سلسلہ کے متعلق نمائندگان پریس کو ضروری معلومات بہم پہنچائیں۔ دوسرے دن عید کی جملہ کارروائی کی خبر نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی۔ ایک اخبار نے مسجد میں نمازیوں اور خطبہ دینے کا منظر دکھانے کے ساتھ یہ عنوان باندھا۔ "حضرت ابراہیمؑ کی یاد میں" اسی طرح پاکستان کے ایک اخبار "جنگ" نے اپنی ۱۸ راپریل کی اشاعت میں غالباً پہلی بار اسی قسم کی تصویر کے ساتھ یہ خبر شائع کی۔

"فرانکفورٹ مغربی جرمنی کی مسجد میں عیدالاضحیہ کے موقعہ پر مسلمان نماز کے بعد خطبہ سن رہے ہیں"۔

مسجد میں زائرین کی آمد

ہماری مسجد خدا تعالیٰ کے فضل سے فرانکفورٹ کے ایک ایسے حصہ میں واقع ہے جو مقامی سیرگاہ کی حیثیت بھی رکھتا ہے موسم گرما میں کاروبار بند ہو جانے پر اکثر لوگ سیر کے لئے نکل پڑتے ہیں۔ ان میں سے بعض مسجد کو دیکھنے یا اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آ جاتے ہیں انہیں لٹریچر پیش کیا جاتا ہے ان کے سوالوں کے جواب دیئے جاتے ہیں۔ اسلام کے متعلق ان شکوک اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے اور ان کے پتہ جات نوٹ کر کے آئندہ کے لئے ان سے رابطہ قائم کیا جاتا ہے۔ زائرین میں سے اکثر بہت اچھا اثر یا کم از کم تعصب اور منافرت کی بجائے غور و فکر کے جذبات لے کر جاتے ہیں۔ خاکسار نے اس سلسلۂ تبلیغ کو زیادہ مؤثر بنانے کے لئے برلب سڑک دو صندوق نما بورڈ شیشہ لگوا کر نصب کر دیئے ہیں ان کے اندر سلسلہ کی کتب، رسائل اور ضروری اعلانات آویزاں ہیں۔ ایک اعلان پر خاص و عام کو مسجد میں آ کر اسلام کے بارے میں گفت و شنید کرنے کی دعوت کی اجازت ہے۔ اس طرح مشن کے ہال میں جرمن ترجمہ قرآن میں سے بعض حصوں کی بڑے سائز کی عکسی کاپیاں تیار کروا کر دیواروں پر لگا دی گئی ہیں۔ درمیان میں ایک میز پر سلسلہ کی کتب۔ اخبارات اور رسائل ہر آنے والے کو پڑھنے کی دعوت دیتے ہیں۔

مراسلات، مباحثات و تقسیم لٹریچر

ان تین ماہ کے عرصہ میں خاکسار اور مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ کو بہت سے جرمن، عرب، افریقن، ترکی اور ایرانی لوگوں کو تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ ایک بار یہاں کے ایک ہائی سکول کے طلبہ کی ایک پارٹی اپنے دو اساتذہ کے ہمراہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے آئی۔ خاکسار نے اسلام کی تعلیم اور اس کی نمایاں خصوصیات کا ایک خاکہ مختصر سی تقریر کی صورت میں ان کے سامنے رکھا۔ طلباء اور اساتذہ کے بہت سے سوالات کے مناسب جواب دیئے گئے۔ ایک موقع پر چند ایک ترک دوست اپنے ایک جرمن ترجمان کے ساتھ جماعت احمدیہ کی امتیازی خصوصیات دریافت کرنے کے لئے تشریف لائے انہیں دعوے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق پوری واقفیت بہم پہنچائی گئی۔ ایک اور موقع پر دو پاکستانی احباب نے ہماری دعوت کی۔ اس تقریب پر انہیں مکمل تبلیغ کرنے کا موقع ملا۔ اسی طرح ایک بار ایک جرمن فیملی کی دعوت پر خاکسار اور برادرم چیمہ صاحب نے انہیں عمومی رنگ میں اسلام کی بعض نمایاں خوبیوں سے روشناس کرایا۔ ایک جرمن رسالہ میں ڈاکٹر لورنے کی تحقیقات کہ مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے پر تبصرہ چھپنے پر خاکسار نے ڈاکٹر موصوف سے خط و کتابت کی اور انہیں بتایا کہ آپ جس نتیجہ پر آج پہنچے ہیں یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو قرآن کریم آج سے چودہ سو سال پیشتر دنیا کے سامنے پیش کر چکا ہے۔ اور آپ کی تحقیق قرآن کریم کی صداقت اور اسلام کی برتری کا ایک بین ثبوت ہے۔ ساتھ ہی انہیں Where did Jesus die تصنیف مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس کا ایک نسخہ بھی بھجوایا۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے مجھ سے قرآن کریم کا وہ حوالہ طلب کیا جس میں مسیح کے صلیب پر فوت نہ ہونے کا ذکر ہے۔ خاکسار نے پوری آیت کا انگریزی ترجمہ ضروری تشریح کے ساتھ انہیں بھیج دیا۔

مسجد میں تین نکاحوں کی تقریب کے موقعہ پر مسلم اور غیر مسلم دوستوں کی موجودگی میں ازدواجی زندگی کے بارے میں اسلامی تعلیمات بالخصوص عورت کی اسلام میں حیثیت واضح کرنے کا موقع ملا۔ ایک تقریر مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مبلغ انچارج ہمبرگ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور تعلیمات پر مسجد میں کی۔ تقریر میں انہوں نے متعدد مثالیں دے کر واضح کیا کہ صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو دنیا کی صحیح طور پر رہنمائی کر سکتا ہے تقریر کے بعد ہمارے جرمن بھائی مسٹر محمود اسمٰعیل روشن نے بحث کا آغاز کیا جو سامعین کے لئے کافی دلچسپی کا باعث بنا۔

تین افراد آغوش اسلام میں

اس عرصہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے دو جرمن نوجوانوں اور ایک معمر دوست کو اسلام میں داخل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

سب سے پہلے مسٹر ہارٹ موٹ منزے نے عیدالاضحیہ سے صرف دو دن پیشتر اسلام قبول کیا۔ یہ نوجوان چند سال پیشتر ایک اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں سرزمین پاکستان کے بعض شہروں اور شہریوں میں ایک عرصہ تک رہنے کا اتفاق ہوا ہے ہمارے مشن سے کچھ عرصہ سے متعلق تھا مگر جرمن آرمی میں ملازم ہونے نیز فرانکفورٹ سے کافی دور ہونے کی وجہ سے گہرا رابطہ قائم نہ ہو سکا۔ تاہم اس کا ارادہ تھا کہ آئندہ ہونے والی چھٹیوں کے دن وہ فرانکفورٹ میں گذارے گا تا کہ اسلام کا قریب سے مطالعہ کر سکے چھٹیاں گذر گئیں مگر یہ نہ خود آیا اور نہ اس کا کوئی خط۔ عیدالاضحیہ سے چند دن پیشتر خاکسار نے ایک خط کے ذریعہ نہ آنے کی وجہ دریافت کی نیز عید کے موقعہ پر آنے کی دعوت دی جس کے جواب میں اس نے لکھا کہ چھٹیاں تو میں کہیں اور گذار چکا ہوں۔ اب اگرچہ آئندہ ہفتہ اتوار کو فرانکفورٹ آنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مگر آپ کی عید تک نہیں ٹھہر سکوں گا۔ مگر جب اسے ہمارا نیا دعوتی کارڈ ملا تو وہ سیدھا اپنے افسر کے پاس گیا اور اس نے کارڈ دکھایا کہ صاحب مجھے

چار دن کی چھٹیاں چاہئیں۔ آفیسر نے کارڈ پڑھ کر بلایا۔ تو اسلامی تہوار ہے اور تم عیسائی ہو۔ اس نے کہا میں کاغذات میں عیسائی ہوں مگر دل میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ اسلئے مجھے لازمی طور پر جانا ہے۔ یہ سُنکر آفیسر چھٹی دینے پر مجبور ہو گیا۔ یہاں پہنچنے پر مسٹر ہنز سے نے رجب کا اسلامی نام اب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے حنیف احمد تجویز فرمایا ہے۔ م) اسلام اور دعوے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق گفتگو کرنے کے بعد مسٹر ۔ ۔ ۔ نے باقاعدہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔ اور اسے اس کی اس قدر خوشی ہوئی کہ کہنے لگا اب میں اپنے ایک دوست کو بھی بتاؤں گا اور بہت ممکن ہے کہ وہ بھی مسلمان ہو جائے۔ ہم چونکہ عید کی تیاریوں میں مصروف تھے اور میری خواہش تھی کہ وہ عید سے پہلے پہلے نماز یاد کرلے اس لئے میں نے اسے ٹیپ پر نماز کا سبق ریکارڈ کر کے دے دیا۔ جسے وہ سارا دن لگا لگا کر سنتا اور دہراتا رہا۔ شام تک وہ ساری نماز حفظ کر چکا تھا۔ دوسرے دن اُسے نماز پڑھنے کا طریق سکھا دیا گیا۔ عید کے دن وہ بسبب اپنے فوجی لباس کے آنیوالے نمازیوں کے لئے کافی دلچسپی کا باعث بنا رہا لوگ اسے بڑی محبت سے ملتے اور اس کی تصویریں لیتے رہے۔

دوسرا نوجوان جو یون ار Bamm (؟) ہے وزارت خارجہ کے دفتر میں ملازم ہے عید الاضحیہ سے ایک ہفتہ قبل اپنے بعض مسلمان افریقن دوستوں کے ذریعہ مسجد میں آیا تو معلوم ہوا کہ وہ اسلام کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ پہلے مکرم برادرم چیمہ صاحب نے اور پھر خاکسار نے اسے اسلام کے متعلق ابتدائی واقفیت بہم پہنچائی اور بتایا کہ اسلام تمام گذشتہ انبیاء کی تقدیس بیان کرتا ہے اور ان تمام کو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا ہوا تسلیم کرتا ہے۔ چند گھنٹے کی باہمی گفت و شنید کے بعد وہ واپس چلا گیا۔ گھر پہنچ کر اس نے خاکسار کو لکھا کہ وہ مجھ سے مل کر بہت خوش ہوا ہے اور اسلام کے متعلق جو تاثرات اسے بعض اسلامی ممالک میں رہنے کی وجہ سے حاصل ہوئے تھے ہماری ملاقات اور گفتگو کے بعد انہیں اور زیادہ تقویت حاصل ہوئی ہے اور یہ کہ وہ جلد یہاں پہنچ کر باقاعدہ طور پر اسلام قبول کرلیگا۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی لکھا کہ اسے بفضل خدا اس قدر قوت ارادی حاصل ہے کہ جس بات کا اس نے تہیہ کر لیا ہے وہ اسے پورا کر کے چھوڑیگا۔ اگلے ہفتہ آکر اس نے بیعت کر لی۔ اس کے نام کی تجویز کے لئے بھی خاکسار نے حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تحریر کیا۔ حضور نے اس کا نام زبیر احمد تجویز فرمایا ہے اس کا خاندانی نام شنٹ (Schmmm ؟) ہے۔ اب چند روز ہوئے اس نے فون سے آکر بتایا کہ اس نے اپنے والدین کو بھی اپنے مسلمان ہونے کی خبر کر دی ہے جس پر اسکی والدہ نے تو خوشی کا اظہار کیا ہے البتہ اس کا والد خاموش ہے۔

تیسرے جرمن دوست ڈاکٹر (Wgnao ؟) کا بشیر عبد اللہ ہیں۔ یہ پچپن سالہ ڈاکٹر ایک ماہر قانون دان رہ چکے ہیں۔ اور زمانے کے اتار چڑھاؤ اور مذہبی دنیا کی فرقہ وارانہ کشمکش کا اچھا تجربہ رکھتے ہیں۔ اسلام قبول کر لینے کے بعد انہوں نے ہمارے مشن کی بہتری اور دوسرے تبلیغی اداروں کے مقابلے میں اُسے بہتر طور پر چلانے کے بارے میں خاص دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔

مَیں احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان نو مسلموں اور سابقین کی استقامت فی الدین اور نیکی میں ترقی کے لئے درد منداندہ دعائیں کرتے رہیں۔ آمین اللّٰھم آمین ۔

منقولات

اخبار صدق جدید لکھنؤ میں شائع شدہ ایک قابل غور مراسلہ!

مولانا دریابادی صاحب کے ہفت روزہ صدق جدید مجریہ ۱۶ راگست ۱۹۶۵ء میں صفحہ ۵ پر "قادیانی اور باب کعبہ" کے زیر عنوان ایک مراسلہ شائع ہوا ہے جسے ہم قارئین کی دلچسپی کے لئے ذیل میں مکمل طور پر نقل کرتے ہیں۔ مراسلہ پر ہمارا تبصرہ علیحدہ طور پر دوسری جگہ ملاحظہ فرمایا جائے۔ (ایڈیٹر)

" پاکستانی اخباروں نے ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے حوالہ سے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ کلکتہ کے بعض قادیانیوں نے حج کا ارادہ کیا۔ وہیں کے مسلمانوں نے شاہ فیصل کو لکھا کہ یہ قادیانی جو غلام احمد کو نبی مانتے ہیں حجاز مقدس میں آنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ وہاں سے حکم آ گیا کہ ان لوگوں کو ویزا نہ دیا جائے۔ مگر ہیڈ کے کچھ قادیانی حج کے موقعہ پر حجاز پہنچ ہی گئے۔ ایک دیوبندی فاضل نے جو خود بھی حج کو گئے ہوئے تھے حکومت سعودیہ کو انکی موجودگی کی اطلاع دیدی۔ حکومت نے تلاش کر کے دو قادیانیوں کو گرفتار کر لیا اور توبہ کرا لینے کے بعد ان کو حج کرنے کی اجازت دیدی گئی۔۔

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حکومت حجاز قادیانیوں کو مسلمان نہیں سمجھتی "!

بالکل اسی قسم کا واقعہ شاہ فیصل کے والد مرحوم سلطان ابن سعود کے زمانہ میں بھی پیش آیا تھا حجرہ نشین مولویوں نے مرحوم سے کہا کہ چونکہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں اس لئے انہیں حجاز مقدس سے نکال دیا جائے۔ مرحوم نے مولوی صاحبان سے پوچھا کہ قادیانی حج کو اسلام کا رکن اور اس کو فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟ جواب میں انہیں یہ کہتے ہی بنی کہ یہ لوگ حج کو فرض سمجھتے ہیں۔ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ جو شخص حج کی فرضیت کا قائل ہے اور اسے اسلام کا اہم رکن سمجھتا ہے اُسے حج سے روکنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ یہ واقعہ ہم نے مرحوم کی زندگی میں خود بعض مولویوں کی زبانی سنا تھا ممکن ہے بعض اخبارات میں بھی شائع ہوا ہو۔

ہمارے خیال میں جن قادیانیوں سے توبہ کرائی گئی اگر وہ توبہ نامہ میں تحریر کر دیتے کہ

(۱) ہم مرزا غلام احمد کو نبی اور مسیح موعود ماننے سے انکار کرتے ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ خاتم المرسلین کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ خواہ پرانا ہو یا نیا ظلی ہو یا بروزی حقیقی ہو یا مجازی۔ اسرائیلی ہو یا غیر اسرائیلی کیونکہ آیۃ خاتم النبیین میں مطلق نبوت کی نفی کی گئی ہے

(۲) اگر یہ ۔ ۔ ۔ مولوی خود مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور بحالت نبوت آئیں گے (دیکھیں نبی اللہ مسلم شریف) یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ان پر وحی بھی نازل ہوگی (حدیث مسلم از نواس بن سمعان) اور یہ بھی کہ وحی لانے والے حضرت جبرئیل ہوں گے (حجج الکرامہ فی آثار قیامہ ـــ از نواب والا جاہ صدیق خان مرحوم) اور یہ بھی کہ جب حضرت مسیح آئینگے تو انکا انکار کرنیوالے کافر ہوں گے۔ (فتویٰ دار العلوم دیوبند نمبر یاد نہیں رہا) لہٰذا ہم ان تمام باتوں سے توبہ کرتے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح اپنی حضور حیات کے ساتھ آ گئے تو باب نبوت مفتوح ہو جائے گا۔

اب ان مولوی صاحبان سے بھی توبہ کرانی چاہیئے کہ حضرت مسیح کی آمد ثانی تسلیم کر کے اور ان کو نبی مان کر اور ان پر بذریعہ جبرئیل وحی نازل کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں۔ یہی وہ مولوی صاحبان ہیں کہ بام رسالت پر چڑھنے کے لئے غلام احمد کے لئے سیڑھی مہیا کی اور جب وہ چڑھ گئے تو کہنے لگے کہ اس نے نبوت کا دروازہ چوپٹ کھول دیا۔

ہم نے جہاں تک غور کیا ہے حضرت مسیح کی آمد ثانی بحالت نبوت کے قائل علماء خود ختم نبوت کے منکر ہیں۔ ان ہی کی استدلالی حدیثوں کا سہارا لے کر مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی مسیح موعود اور نبی ہونے کا دعوی کیا۔ علماء کو رشک ہے کہ مرزا قادیانی تو بازی لے گیا اور اس نے مسلمانوں کا انتظار ختم کرا دیا اور ہم جو نزول مسیح کو عقیدہ میں شامل کرتے رہے ہیں خالی ہاتھ رہ گئے۔ قادیانیوں کا مسیح موعود آ گیا اور ہم انتظار ہی کرتے رہ گئے کہ نہ جانے کب حضرت مسیح تشریف لائیں اور کب ہم انکے منکروں کو کافر قرار دیں۔

یہ قادیانی اور انکے مخالف علماء دونوں اصولی طور پر ایک ہی عقیدہ رکھتے ہیں اختلاف صرف شخصیت میں ہے علماء کہتے ہیں کہ بیشک حضرت مسیح بحالت نبوت تشریف لائیں گے ان پر وحی بھی نازل ہوگی وحی لانیوالے حضرت جبرئیل ہونگے مگر نازل ہونے والے مسیح غلام احمد قادیانی نہیں ہیں وہ تو آئینگے۔ گویا فرق یہ ہے کہ قادیانی کہتے ہیں کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لے آئے۔ مولوی کہتے ہیں کہ نہیں وہ ابھی نہیں آئے مگر آئینگے ضرور۔ پھر قادیانیوں اور انکے مخالف مولویوں میں فرق کیا رہا؟ اصول میں دونوں متفق ہیں۔ مابہ النزاع صرف شخصیت ہے حیرت ہے کہ ان پرانے قادیانیوں کو کوئی بھی ختم نبوت کا منکر قرار نہیں دیتا۔ یہ نئے قادیانی تو ان ہی مولویوں کے شاگرد ہیں بس غضب یہ ہوا کہ سیڑھی مولویوں نے مہیا کی اور چڑھ گئے بام رسالت پر غلام احمد قادیانی محنت کسی نے کی اور پھل کسی نے کھا لیا۔

ہم تو دونوں قادیانیوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ ختم نبوت کی عمارت میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو سکے اصولی رنگ میں قادیانیوں کی ہمنوائی کرنیکے بعد انکو ختم کرنا انتہائی مشکل ہے اسلئے علامہ سید رشید رضا مصری نے پہلے حیات مسیح اور نزول مسیح سے انکار کیا اور پھر مرزا غلام احمد کے مقابلہ پر آئے اور انکی تکفیر کی۔ علامہ اقبال نے بھی نزول مسیح کو مجوسی سازش سے تعبیر کیا ہے۔ مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی یہی راہ اختیار کی کیونکہ اسکے بغیر ہم قادیانیت کا استیصال نہیں کر سکتے ہم آخر میں فقہ حنفیہ کے مشہور امام ملا علی قاری کا ایک فیصلہ بھی درج کرنا چاہتے ہیں جس سے شبہ ہوتا ہے کہ غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا۔ ملا صاحب نے ایک موضوع یا ضعیف حدیث کہ "اگر میرا بیٹا ابراہیم زندہ رہتا تو وہ میرے بعد سچا نبی ہوتا" کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس حدیث کا مفہوم صحیح ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہوتے اسیطرح حضرت عمر نبی بنا دیئے جاتے تو وہ دونوں حضور ہی کے متبع ہوتے یعنی اس کا نبی ہونا خاتم النبیین کی نفی نہیں کرتا کیونکہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی ایسا نہیں آئیگا جو آپکی شریعت کو منسوخ کر دے اور وہ آپ کی اُمت میں سے نہ ہو۔ (موضوعات کبیر ملا علی قاری تحت (۱))

یہی وہ بات ہے جس کا سہارا لیکر غلام احمد قادیانی نے اعلان کیا کہ وہ شریعت محمدی کو منسوخ کرنے نہیں آئے بلکہ وہ امتی نبی ہیں۔ غرض مرزا قادیانی کو خود مولویوں نے پیدا کیا اور خود ہی انکی تکفیر میں لگ گئے۔ خلاصہ یہ کہ مولوی صاحبان ختم نبوت سے انکار کرنے پر کافر نہیں ہو سکتے تو بیچارے قادیانیوں کو کافر کیوں قرار دیا جاتا ہے "؟

صدق: سوال کے سائل کوئی "ناموس" نہیں، ایک صاحب علم اہل قلم اور جمعیۃ العلماء سے عمومی رابطہ رکھنے والے ہیں موضوع ایسا ہے کہ اسکو چھیڑنے کی ہمت نے چھیڑنے کو ٹھکرا دینا ہے۔ براہ کرم آئندہ جو صاحب بھی لکھیں قلم کو سنجیدہ رکھیں۔

ـــــــــــــــ

[۱] انکا احمدیہ جماعت قادیان سے کوئی تعلق نہیں یہ دینداری جماعت سے تعلق رکھتے ہیں (بدر)

[۲] یہ رنگینی مرحوم دا۔ ۔ ۔ اور بیت المقدس کی ۔ ۔ ۔ دی ہیں جن کا احمدیہ جماعت قادیان سے کوئی تعلق نہیں (بدر)

قسط نمبر ۴

صوبہ بہار کی جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج تبلیغ علاقہ بہار

گیا میں ایک دوست نے سوال کیا کہ امام مہدی کے ظہور کے لئے تو ایک بہت بڑی علامت خروج دجال بتائی گئی ہے۔ خاکسار نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

ما من نبی الا وقد انذر قومہ من الدجال

یعنی ہر نبی اپنی قوم کو دجالی فتنہ سے ڈراتا رہا ہے۔

قرآن کریم اور احادیث پر غور کرنے سے یہ حقیقت بالبداہت واضح ہو جاتی ہے کہ دجالی فتنہ یہ عیسائیت کا ہی فتنہ ہے جو اس آخری زمانہ میں برپا ہوا اور اس فتنہ عظیمہ کی وجہ سے سیاسی اور مذہبی اعتبار سے اسلام کو وہ شدید نقصان پہنچا ہے کہ جس کی نظیر صفحہ تاریخ میں نہیں ملتی۔ چنانچہ قرآن کریم اور احادیث پر غور کرنے سے اس کے عظیم الشان ثبوت ملتے ہیں۔

۱۔ پہلا ثبوت اس بات کا کہ دجال درحقیقت فتنہ عیسائیت ہی ہے یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص سورہ کہف کی دس ابتدائی آیات پڑھے گا وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہے گا۔ اور سورہ کہف کی ان آیات میں غیر مبہم الفاظ میں فتنہ عیسائیت کی مذمت کی گئی ہے۔

۲۔ دوسرا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کریم میں اگرچہ دجال کا لفظ موجود نہیں ہے لیکن واضح الفاظ میں فتنہ عیسائیت کو دنیا کا سب سے بڑا فتنہ قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ تکاد السموٰت یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدًّا ان دعوا للرحمٰن ولدا۔

یعنی قریب ہوگا کہ زمین و آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں (عیسائیوں) کے اس عقیدہ کی وجہ سے کہ خدا کا ایک بیٹا ہے۔

۳۔ تیسرا ثبوت یہ ہے کہ دجال کو ایک آنکھ کا کانا بتایا گیا ہے چنانچہ عیسائیت کے دور اقتدار میں سائنس نے بے نظیر ترقی کی ہے۔ اور مذہبی اعتبار سے اس کی آنکھ کانی ہے کیونکہ یہ لوگ ایک انسان کو خدا یقین کرتے ہیں۔ اور دنیا یعنی سائنس کی آنکھ انکی بہت روشن ہے۔

۴۔ چوتھا ثبوت یہ ہے کہ تمیم داری نے رؤیا میں دجال کو ایک جزیرہ میں دیکھا جو گرجا میں بند ہے۔ اور آخری زمانہ میں خروج کرے گا۔ چنانچہ گرجا کا تعلق بھی عیسائیت سے ہی ہے۔ اور یہ رؤیا پورا بھی ہو چکا ہے کیونکہ اس زمانہ میں غیر معمولی طور پر اہل انگلینڈ تمام دنیا پر چھا گئے جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں

۵۔ پانچواں ثبوت یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ باب لد پر مسیح موعود دجال کو قتل کرے گا۔ اور سورہ مریم میں قوماً لدا عیسائی قوم کو کہا گیا ہے اور لدّہ کے معنے ہیں اسے حیران کر دیا اس کے عیوب کو خوب ظاہر کیا اور ان کو مشتہر کیا اور اسے لاجواب کیا۔ چنانچہ ان معانی کے اعتبار سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا۔

۶۔ چھٹا ثبوت۔ حدیث شریف میں دجال کے گدھے کی جو علامتیں بتائی گئی ہیں وہ بعینہٖ دور حاضرہ کی نئی سواریاں مثلاً ریل وغیرہ پر چسپاں ہوتی ہیں۔ اور یہ سواریاں درحقیقت عیسائیت دور اقتدار کا ثمر ہے۔

۷۔ ساتواں ثبوت حضرت عیسے علیہ السلام کے متعلق وہ غلط عقائد ہیں جو دور حاضرہ میں مسلمان علماء نے اختیار کر لئے ہیں۔ مثلاً حیات عیسےٰ یا قبروں میں سے مردوں کو زندہ کرنا، مادر زاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینا۔ مٹی کے پرندے بنا کر اڑانا۔ اور ان پرندوں کا مخلوق خدا میں مل جانا اور حضرت عیسے علیہ السلام کے سوا کسی فرد بشر کا بھی مس شیطان سے پاک نہ ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام کا روح اللہ ہونا۔ یہ ایسے عقائد ہیں جو عیسائی پادریوں کی طرف سے علماء زمانہ کے دلوں میں راسخ کر دیئے گئے ہیں حالانکہ قرآن کریم اور احادیث سے ان عقائد کا ہرگز ثبوت نہیں ملتا یہ ایک مذہبی فتنہ تھا۔ جس کے ذریعہ الوہیت سے بالا مسیح کا مقام متعین کیا گیا تھا۔ اور حضرت عیسے علیہ السلام کو جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے منفرد قرار دے کر دراصل عیسائیت کی پرزور تائید کی گئی تھی۔ اور یہ وہ فتنہ عظیمہ ہے کہ اوراق تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی

۸۔ آٹھواں ثبوت یہ ہے کہ مسیح موعود کا اہم کام یکسر الصلیب قرار دیا گیا ہے۔ یعنی اس آخری زمانہ میں عیسائیت کا فتنہ اس قدر عروج پر ہوگا کہ اس کے انسداد کے لئے مسیح موعود مبعوث ہوگا۔

۹۔ نواں ثبوت نظر مشاہدہ ہے پس قرآن کریم اور احادیث پر غور کرنے کے بعد چودھویں صدی کے حالات کا مشاہدہ بتا رہا ہے کہ دجال کون ہے اور کاسر صلیب کون!!!

ایک پروفیسر صاحب نے سوال کیا کہ آجکل نوجوانوں میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ دجالی فتنہ کمیونزم ہے۔ اس کے جواب میں خاکسار نے کہا کہ کمیونزم بھی درحقیقت عیسائیت کی ہی ترقی یافتہ صورت ہے۔ کیونکہ کمیونزم کو حیّز عمل میں لانے والے روسی پہلے عیسائی ہی تھے۔ ان لوگوں نے جب یہ دیکھا کہ خدا کو کانٹوں کا تاج بھی پہنایا جا سکتا ہے اور صلیب پر چڑھا کر بنی نوع انسان اسے مار بھی سکتے ہیں اور طرح طرح کی اذیتیں بھی دے سکتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا ایسے کمزور خدا کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں گویا عیسائیت نے خدا کا تصور نہایت قابل اعتراض انداز میں پیش کیا جس کے نتیجہ میں عیسائیت کا ایک حصہ خدا کا منکر بن گیا۔ اور حدیث میں ان دونوں قوموں کو یاجوج ماجوج کے الفاظ میں پکارا گیا ہے۔ اجیج کے معنے شعلہ مارنے کے ہیں۔ چنانچہ دور حاضرہ کی ان دونوں عظیم قوموں کا سارا کاروبار شعلہ مارنے سے تعلق رکھتا ہے اور ان کے لیڈر روس اور امریکہ ہیں۔ حدیث شریف میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج کے لمبے لمبے کان ہوں گے یہ درحقیقت ٹیلیفون اور ریڈیو کی طرف واضح اشارہ ہے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا تھا کہ لا یدان لاحد بقتالہم (مشکوٰۃ) یعنی کسی کو طاقت نہ ہوگی کہ دونوں قوموں سے جنگ کر سکے۔ چنانچہ آج یہ نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

نوجوان پروفیسر صاحب نے یہ سوال بھی پیش کیا کہ جب مقابلہ کی صورت ہوتی ہے تو مذہبی لوگ سب ایک طرف ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اقتصادی نظام اشتراکیت اسلام کے اقتصادی نظام سے بہت مطابقت رکھتا ہے۔

خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ یہ اشتراکیت کا اسلام اور مسلمانوں پر احسان ہے بلکہ اس سے اسلام کی صداقت زیادہ نمایاں ہو جاتی ہے۔ کیونکہ کمیونزم کی بنیاد طلوع اسلام سے تیرہ سو سال بعد پڑی ہے۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کمیونزم باوجود اسلام کا دشمن ہونے کے اسلام کی بہت سی چیزیں اپنانے پر مجبور ہو رہا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح ہندو ازم اور عیسائیت جیسے بڑے بڑے مذاہب لمبے تجربہ کے بعد اپنے مذہبی اصول ترک کر کے اسلامی اصولوں کو اپنانے پر مجبور ہو رہے ہیں جیسے چھوت چھات، وراثت اناث، خلع، طلاق، تعلیم اناث وغیرہ بے شمار مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں باقی رہا یہ سوال کہ مذہبی لوگ ایک طرف کیوں ہو جاتے ہیں۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ کمیونزم کے سوا باقی مذاہب خدا تعالے کے کسی نہ کسی تصور پر یقین رکھتے ہیں۔ لیکن کمیونزم ذات باری کے متعلق کسی تصور کو بھی قبول نہیں کرتا۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام سب سے زیادہ روٹی کو اہمیت نہیں دیتا بلکہ روٹی دینے والے یعنی خدا تعالے کو اہمیت دیتا ہے۔ اس لئے اسلام اپنے موقف پر ان لوگوں کا ہرگز ساتھ نہیں دے سکتا جو سرے سے خدا تعالے کے منکر ہیں

سائلین اور سامعین نے اس مجلس مفاہمت کا بہت اچھا اثر لیا۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

رانچی ۵ جولائی کو خاکسار رانچی پہنچ گیا۔ مکرم و محترمی الحاج سید محی الدین احمد صاحب صدر انجمن احمدیہ کو پچھلے دنوں کار میں سفر کرتے ہوئے ایک حادثہ پیش آگیا تھا جس کی وجہ سے تشویش ہو رہی تھی۔ سید صاحب موصوف کو باصحت اور اپنے پیشہ میں مصروف و منہمک پا کر اللہ تعالے کا شکر ادا کیا۔ اللہ تعالے آپ کو صحت و سلامتی کی لمبی عمر اور خدمات دینیہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرمادے۔ آمین۔

رانچی میں بوجہ بارش کوئی تبلیغی اجلاس تو منعقد نہ ہو سکا۔ البتہ خطبہ جمعہ "احباب جماعت کی اہم ذمہ داریاں" کے عنوان سے خاکسار نے پڑھا۔ اور بعض تربیتی امور انجام دیئے۔ متعدد مستقل زیر تبلیغ نوجوانوں کو تبلیغ کی اور بعض نوجوانوں نے احمدیت سے متعلق بعض سوالات پیش کئے۔ جن کے جوابات دیئے گئے۔

اپر بازار رانچی کے اپر بازار میں تبلیغ احمدیت کا ایک معروف اڈہ

مکرم محمد یوسف صاحب فاضل کا مطلب اس مرتبہ بھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک مقامِ موصوف پر تبلیغ اور تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملا۔ مکرم حکیم صاحب کے بھتیجے بھائی مکرم وکیل محمود صاحب نے بڑی گرمجوشی سے بحث شروع کر دی۔ اور ہے کہ مکرم وکیل صاحب موصوف نے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس ذات کے متعلق نہایت نازیبا واقعہ بیان کیا تھا جس پر خاکسار نے کہا تھا کہ آپ کسی بھی کتاب سے اس واقعہ کی مستند روایت دکھا نہیں سکتے۔ اور وکیل صاحب نے جواباً اقرار کیا تھا کہ اگر ایک ہفتہ تک کتاب لاکر نہ دکھا دوں تو سب کے سامنے اقرار کروں گا کہ" میں ایک جھوٹا آدمی ہوں" اس کے بعد جب آپ کتاب نہ دکھا سکے تو مجبور ہو کر ایک بھری مجلس میں جہاں بعض دکلار اور آپ کے افر بار موجود تھے انہوں نے اپنی زبان سے یہ اقرار کیا کہ" میں ایک جھوٹا آدمی ہوں" اور ایک دوسرے موقعہ پر یہ وعدہ بھی کیا کہ آئندہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں کوئی بے ادبی کا جملہ استعمال نہ کروں گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ غالباً یہ اقرار و اظہار بھی موصوف کی کسی نیکی کی وجہ سے سرزد ہوا۔

اس تعارف کے ساتھ ساتھ اب آپ محترم وکیل صاحب کے سوالات اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کا اصرار اس بات پر تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت ارضی کے متعلق جو گفتگو اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درمیان ہوئی تھی وہ آسمان تک محدود تھی لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام بھی ضرور آسمان پر ہی ہوں گے اور جنت کا لفظ بھی موجود ہے۔ لہٰذا حضرت آدم علیہ السلام جسم سمیت جنت میں آسمان پر تھے اور آسمان سے زمین پر گرائے گئے پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جسم سمیت آسمان پر موجود ہو سکتے ہیں۔

قطع نظر اس کے کہ حیاتِ عیسیٰ کے لئے محترم وکیل صاحب کو کس قدر کاوش اٹھانا پڑی۔ خاکسار نے جواباً عرض کیا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ کسی جگہ محدود و مقید نہیں ہو سکتا وہ غیر محدود ہستی ہے۔ اور ہر قسم کے عیوب و نقائص سے پاک اور ہر قسم کے محاسن کی جامع ہستی ہے۔ اور نہ ہی ان آیات کریمہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کی یہ گفتگو محض آسمان تک محدود تھی۔ لیکن اگر بقول آپ کے اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی آپ کا استدلال درست نہیں ہو سکتا کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ" انی جاعل فی الارض خلیفۃ" یعنی میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ یہاں حضرت آدم علیہ السلام کے نام کے ساتھ زمین کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا کہ" میں آسمان سے ایک خلیفہ زمین پر کھینچنے والا ہوں" بہرحال قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت ارضی کے لئے تو متعدد الفاظ موجود ہیں۔ لیکن آسمان سے اترنے کے الفاظ ہرگز موجود نہیں ہیں۔

باقی رہا جنت کا لفظ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس کے معنے" باغ" کے ہیں اور ان معنوں میں یہ لفظ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر بھی استعمال ہوا ہے البتہ یہ لفظ (جنت) قرآن کریم میں استعارۃً بعد الموت ملنے والے دار الثواب کے لئے بھی استعمال ہوا ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کی جنت کو اس مؤخر الذکر جنت سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ گذشتہ زمانہ کے بعض مفسرین بھی اسے جنت ارضی قرار دیتے آئے ہیں۔ تفسیر بیضاوی پارہ اول میں لکھا ہے:۔

"اس جنت سے مراد وہ باغ ہے جو ارض فلسطین یا فارس و کرمان کے درمیان خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے امتحان کی خاطر بنایا تھا"۔ (ترجمہ از عربی)

بائیبل میں لکھا ہے:۔

"اور خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا۔" (پیدائش ۲/۸)

وکیل صاحب نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو خلافت ضرور زمین پر ملی تھی۔ لیکن پیدا آسمان پر ہوئے تھے۔ خاکسار نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ میں نے تو خلافت ارضی کے لئے قرآن کریم کی آیت پیش کی ہے اگر حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش آسمان پر ہوئی تھی تو آپ اس کی تصدیق کے لئے قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کریں۔ مگر وکیل صاحب کوئی آیت نہ پیش کر سکے۔

خاکسار نے یہ بھی کہا کہ اگر مفسرین یا بائیبل حضرت آدم علیہ السلام کی جنت کو جنت ارضی قرار نہ بھی دیتے تو بھی وکیل صاحب کے استدلال کو تقویت نہیں پہنچ سکتی تھی۔ کیونکہ جنت اخروی کے متعلق قرآن کریم کا فیصلہ ہے کہ" ما ھم منھا بمخرجین" یعنی جنت اخروی وہ جنت ہے جس سے وہ نکالے نہیں جائیں گے۔ لیکن آدم علیہ السلام ایک ایسی جنت میں رکھے گئے تھے جس میں سے وہ نکالے بھی گئے تھے۔ پس بالبداہت ثابت ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کا قیام ایک زمینی باغ میں تھا نہ آسمانی باغ میں۔ فبای حدیث بعد اللہ و ایٰتہ یؤمنون۔

محترم وکیل صاحب کا دوسرا اصرار یہ تھا کہ حدیث میں" ابن مریم" کی آمد کا اعلان کیا گیا ہے لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس طرح بن باپ پیدا ہوتے تھے اسی طرح مسیح موعود کی پیدائش بھی بن باپ ہونا چاہیئے تھی۔ اور وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہونے چاہئیں جو بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور انہی کی روح دوبارہ اس دنیا میں آنی چاہیئے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ بظاہر دیکھنے میں آپ کو بڑی دور کی سوجھی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آپ اس قسم کا عقیدہ رکھ کر مسلمان نہیں رہ سکتے بلکہ ہندو دھرم قبول کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ہندو دھرم تناسخ اور آواگون کا معتقد ہے اور اسلام تناسخ کا پُرزور مخالف۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مسیح موعود کی پیدائش بھی بن باپ ہونا چاہیئے تھی اور اس کی شکل و صورت بھی پہلے مسیح جیسی ہونا چاہیئے؟ تو اس کا جواب بخاری شریف نے دیا ہے کیونکہ بخاری شریف میں بنی اسرائیلی مسیح اور آنے والے مسیح کے حلیے مختلف بیان کئے گئے ہیں۔ اور قرآن کریم اور حدیث میں کہیں بھی آنے والے مسیح کے متعلق یہ نہیں کہا گیا کہ وہ بن باپ پیدا ہوگا آپ کے اس نظریہ کے رد میں ایک جواب خود قرآن کریم میں بھی موجود ہے وہ یہ کہ سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیویوں کو جو کافرہ تھیں مردوں کا مثیل ٹھہرایا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی ذکور و اناث جنسیت کے اختلاف کے باوجود مماثلت کفر کو بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۂ تحریم میں فرعون کی بیوی آسیہ اور حضرت مریم کو مومن مردوں کا مثیل ٹھہرایا گیا ہے بلکہ حضرت مریم کے تذکرہ کے ساتھ ہی" فنفخنا فیہ من روحنا" کے الفاظ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ مریمی صفات کے مومن مرد پر اللہ تعالیٰ کی وحی نازل ہوگی اور وہ مومن مرد جو حضرت مریم کا مثیل ہوگا، عیسوی صفات میں منتقل ہو کر ابن مریم کہلائے گا

قرآن کریم اور بائیبل دونوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسےٰ علیہ السلام کا مثیل قرار دیا ہے۔ حالانکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین اور خاتم النبیین وغیرہ قسم کے متعدد ایسی صفات سے متصف تھے جو حضرت موسےٰ علیہ السلام میں موجود نہ تھیں۔ کیونکہ مماثلت میں ہر جزوی کا مماثل ہونا ضروری نہیں ہوتا جیسے کسی شخص کو رستم کہہ دینے سے صرف بہادری مراد لی جاتی ہے پس اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چودھویں صدی میں مبعوث ہوئے جس طرح حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد چودھویں صدی میں مبعوث ہوئے تھے کا سر بات میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ہم صفات ہونا ضروری نہیں ہے۔

محترم حکیم صاحب جو وفات مسیح کا اعلان کر کے احمدیت کے بہت قریب ہو چکے ہیں۔ اگرچہ دوسرے لوگوں کو ملا ملا کر تبلیغ کراتے ہیں۔ اور آپ کا خیال ہے کہ پہلے لوگ وفات مسیح کے قائل ہو جائیں آپ ابھی تک آگے قدم نہیں بڑھا رہے

مکرم حکیم صاحب نے دوران گفتگو میں فرمایا کہ نبی کے سوا کسی پر وحی نازل نہیں ہوتی یہ جملہ غالباً پرانے عقائد کی وجہ سے سہواً حکیم صاحب کی زبان سے نکل گیا ہوگا کیونکہ حکیم صاحب سے بارہا اس موضوع پر گفتگو بھی ہو چکی ہے اور آپ تسلیم بھی کر چکے ہیں۔ چنانچہ خاکسار نے حسب سابق قرآن کریم کی آیات پیش کر دیں" اذا وحیت الی الحواریین"۔" واوحیٰ ربک الی النحل" الخ کہ قرآن کریم میں حواریوں اور شہد کی مکھی اور ام موسےٰ کے لئے وحی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ سب نبی نہ تھے حکیم صاحب موصوف نے یہ سوال بھی پیش کیا کہ نبوت موہبت سے تعلق رکھتی ہے نبوت کسبی نہیں ہوتی۔ خاکسار نے عرض کیا کہ حکیم صاحب! آپ یہ بتائیے کہ اولاد جو پیدا ہوتی ہے اس کا تعلق موہبت سے ہے یا کسب سے؟ فرمایا کہ موہبت سے بھی اور کسب سے بھی خاکسار نے قرآن کریم کی یہ آیت پیش کی۔ یھب لمن یشاء اناثاً و یھب لمن یشاء الذکور۔ یعنی جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ اس آیت میں تو صرف" موہبت" کا لفظ موجود ہے" کسب" کا لفظ موجود نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ اولاد کی پیدائش میں کسب کا لفظ استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ پس اسی طرح نبوت میں بھی موہبت اور کسب کا لفظ استعمال کیجئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا نبی جس شریعت پر عمل کرنے کا اپنے متبعین کو حکم دیتا ہے اس شریعت پر خود بھی عمل پیرا ہوتا ہے اور متبعین کے لئے اسوۂ حسنہ نیز دعوئے نبوت سے قبل بھی نیک اور پاک ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حرمہ

انگریزی کے دو مفید کتابچے

۱۔ پروفیسر ایم الیاس برنی کی کتاب قادیانی مذہب میں کئے گئے اعتراضات کے جوابات جو مولانا نسیم سیفی نے رقم فرمائے ہیں۔ کتاب کا نام OUR MOVEMENT ہے۔ کتابی سائز۔ کاغذ عمدہ صفحات ۴۷۔

۲۔ خاتم النبیّن کے معنے

MEANING OF KHATAMAN-NABIYYIN

جو مولانا عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے سابق امام مسجد لندن کی تصنیف ہے۔ کاغذ عمدہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ٹریکٹ ہے۔

یہ دونوں مفید کتابچے جنوبی ہند کی اہم تبلیغی ضرورت کو پورا کرنے کے واسطے شائع کئے گئے ہیں۔ مسلمان انگریزی دان طبقہ کو مطالعہ کے لئے پیش کیا جائے۔ یہ دونوں انگریزی کے کتابچے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے مفت طلب فرمائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

تحریک چندہ خاص

اور

مرکز سلسلہ کے ساتھ مزید عملی تعاون کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے اپنے بجٹ ۱۹۶۵-۶۶ء کے خسارہ کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مبلغ دس ہزار روپیہ چندہ خاص کی تحریک جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے کی تھی اور اس کا اعلان متعدد بار اخبار "بدر" اور سائیکلوسٹائل کے ذریعہ جملہ جماعتوں تک پہنچایا جا چکا ہے۔ علاوہ ازیں بعض صاحب استطاعت احباب کی خدمت میں اس تحریک پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے خطوط بھی لکھے گئے ہیں۔ اور یہ اگر جملہ مخلصین جماعت اس طرف خاص توجہ فرماتے۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے بجٹ کو متوازن کرنے کے لئے مبلغ ۱۰,۰۰۰ روپے کی رقم کا مطالبہ کوئی ایسا مطالبہ نہ تھا جسے پورا کرنے میں مشکل پیش آتی۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر صرف دو چار بڑی بڑی جماعتوں کے مخیر احباب ہی توجہ فرماتے تو یہ اہم ضرورت بہ آسانی پوری ہو سکتی تھی۔ مگر باوجود موجودہ مالی سال کے ساڑھے تین ماہ گذر جانے کے اب تک اس مد میں صرف چار پانچ صد روپے کی آمد ہوئی ہے۔ جو کہ یقیناً ایک تشویشناک صورت ہے۔

چونکہ صدر انجمن احمدیہ کے منظور شدہ اخراجات بدستور جاری ہیں۔ اور اس . . . . توقع پر کئے جا رہے ہیں کہ احباب جماعت اس نوٹس کی طرف یقیناً خاص توجہ فرماویں گے۔ اس لئے جملہ مخلصین احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس اہم تحریک میں نمایاں حصہ لے کر خلیفۂ وقت کی طرف سے کی گئی حسن ظنی کو پورا کر کے اپنے مرکز سلسلہ کی مضبوطی اور استحکام کے لئے بروقت فرض شناسی کا ثبوت دیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔

بالخصوص جماعت کے صاحب حیثیت مخیر احباب کرام کے لئے یہ موقع ہے کہ وہ اپنی حیثیت اور اللہ تعالےٰ کے فضل کے مطابق اپنا قدم اور آگے بڑھا کر عند اللہ تعالےٰ کے مزید فضلوں کے وارث بنیں۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے جماعتی مشکلات کو دور فرمائے اور ہم سب کو بیش از پیش خدمات سلسلہ کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۰)

ہے۔ ہر نیک کام کرنے کی بھی تو خدا تعالےٰ ہی توفیق دیتا ہے اس اعتبار سے ہر کام موہبت سے تعلق رکھتا ہے۔

حکیم صاحب موصوف وفات مسیح کا تو ایک عرصہ ہوا اقرار و اعلان کر چکے ہیں اور جماعت سے کچھ انسیت بھی رکھتے ہیں۔ لیکن آگے قدم بڑھانے کی جرأت نہیں کر رہے۔ اس لئے بعض اوقات بے سر و پا باتیں بھی کہہ جاتے ہیں۔ اس مرتبہ فرمایا کہ مسیح اور مہدی کا انکار کر دینے سے ہمارے ایمان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔ خاکسار نے عرض کیا کہ آپ یہ بتائیں کہ وہ مسیح اور مہدی جس کی آمد کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اولیاء اللہ و صلحاء اور مجددین امت چودہ سو سال سے خبریں دیتے چلے آ رہے ہیں۔ جب وہ آپ کے عقیدہ کے مطابق ظاہر ہو جائیں گے اور آپ اس مسیح اور مہدی کا انکار کر دیں گے اور انہی فرقوں میں شامل رہیں گے جو کہ مسلمان اس مسیح و مہدی کو کاذب اور واجب القتل قرار دینے والے اور استہزاء کرنے والے ہوں گے۔ تو آپ بتائیں کہ ایسی صورت میں اس مسیح و مہدی کے انکار کرنے سے آپ کے ایمان میں کچھ کمزوری آئے گی یا نہیں۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایسی صورت میں بھی میرے ایمان میں کوئی کمزوری پیدا نہ ہو گی۔ خاکسار نے کہا کہ بس آپ اپنے اس عقیدہ کو بھی وفات مسیح کی طرح ضبط تحریر میں لے آئیے کیونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ کا یہ قدم بھی احمدیت کی صداقت کے لئے مفید ثابت ہو گا۔ لیکن حکیم صاحب یہ سب کچھ دل سے نہیں کہہ رہے تھے بلکہ محض احمدیت سے بچنے کے لئے ایک عارضی عذر نکال رہے تھے۔ اس لئے موصوف تحریر دینے کے لئے آمادہ نہ ہو سکے۔

بہر حال مکرم وکیل محمود صاحب کے چچا صاحب نے اس مرتبہ بھی سب کے سامنے فرمایا کہ:-

"یہ تو ماننا ہی ہو گا کہ احمدیت کے ٹھوس دلائل کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا"

سامعین نے بھی خاموش رہ کر زبان حال سے اس اعلان کی تائید کر دی۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جلد از جلد احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(باقی)

منسوخی وصیّت

محمد عبد الرحیم صاحب ولد شیخ میراں صاحب موصی نمبر ۱۳۱۴۳ ساکن دیودرگ ضلع رائچور میسور کی وصیت بہت زیادہ بقایا جات کے باعث مجلس کار پرداز نے اپنے فیصلہ ۲-۷۳ مؤرخہ ۱۲-۸-۶۵ میں منسوخ فرما دی ہے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب پر فرض ہے۔ اور اس کی ادائیگی اموال کے پاکیزہ کرنے کا موجب ہوتی ہے اور اس کا تارک ایسا ہی قابل مواخذہ ہے جس طرح تارکِ صلوٰۃ۔

خبریں

نئی دہلی ۱۶-۱۷ اگست - آج جب لوک سبھا کا موسم برسات کا سیشن شروع ہوا تو پاکستان کے ساتھ ہوئے رن کچھ ذلت آمیز معاہدہ اور پاکستانی لیڈروں کے جموں وکشمیر میں ناجائز داخلہ اور تخریبی کارروائیوں کو روکنے میں حکومت کی ناکامی کی وجہ سے زبردست کشیدگی کا ماحول تھا۔ اجلاس کے شروع ہوتے ہی جن سنگھ گروپ کے لیڈر شری یو۔ ایم ترویدی نے مطالبہ کیا کہ ہاؤس کو فی الفور مسئلہ کشمیر پر غور شروع کر دینا چاہیئے۔ سپیکر شری حکم سنگھ نے کہا کہ سوالات کا وقفہ اسی صورت میں ہٹایا جا سکتا ہے جبکہ سارا ہاؤس متفق طور پر اس کے حق میں ہو۔ مگر موجودہ مطالبہ کو سارے ہاؤس کی حمایت حاصل نہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ جن سنگھ گروپ کے لیڈر کو ایک ذمہ دار اپوزیشن پارٹی کے لیڈر کی حیثیت میں پیشگی نوٹس دینا چاہیئے تھا اس پر شری ترویدی اور جن سنگھ کے دیگر ممبر سپیکر کی رولنگ کے خلاف بطور پروٹسٹ واک آؤٹ کر گئے۔ آج مون سون سیشن کے پہلے ہی روز شاستری وزارت کے خلاف تحریک عدم اعتماد داخل کر دی گئی اس کا نوٹس شری ایم آر مسانی اور شری ایل ایم سنگھوی اور ڈاکٹر لوہیا اور شری این ڈانڈیکر نے دیا۔

نئی دہلی ۱۶ اگست - بھارتیہ جن سنگھ کی طرف سے آج رن کچھ کے ذلت آمیز معاہدہ اور جموں وکشمیر میں پاکستانی لیڈروں کے ناجائز داخلہ سے مؤثر طور پر نپٹنے میں حکومت کی ناکامی کے خلاف منظم مظاہرہ کیا گیا مظاہرین کی تعداد جن سنگھ کے اندازہ کے مطابق دو لاکھ اور پولیس کے اندازہ کے مطابق ایک لاکھ تھی۔ وہ لال قلعہ سے جلوس کی صورت میں چلے۔ اور آٹھ میل لمبے جلوس کی شکل میں پارلیمنٹ ہاؤس پہنچے۔

نئی دہلی ۱۶ اگست - وزیر دفاع شری چوہان نے آج پارلیمنٹ میں بتایا کہ پاکستان نے سویلین لباس میں فوجیوں کو جموں وکشمیر میں بھیج کر جو صورت حال پیدا کر دی ہے۔ اس سے بھارت کی علاقائی یکجہتی کو خطرہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ نام نہاد "صدائے کشمیر" ریڈیو پاکستانی مقبوضہ کشمیر میں مظفر آباد سے چھ میل دور موضع کولاری میں قائم کیا گیا ہے۔ جموں وکشمیر میں پاکستانیوں کے گھس آنے کے بارے میں تازہ اعداد و شمار بیان کرتے ہوئے شری چوہان نے کہا کہ دو افسر و ۱۳۰ فوجی اور مسلح سویلین ہلاک ہو چکے ہیں۔ ۳۰ پاکستانی پکڑے گئے ہیں۔ جن میں دو افسر بھی شامل ہیں۔ اندازاً مزید ۲۲۵ پاکستانی ہلاک یا زخمی ہوئے ہیں۔ ہمارے دو افسر اور ۱۹ جوان شہید ہوئے ہیں۔ پولیس کے سپاہیوں نے ویرگتی پراپت کی۔ حملہ میں پاکستان کا ہاتھ ہونے کے بارے میں حقائق بیان کرتے ہوئے شری چوہان نے کہا کہ گھسنے والے پاکستانیوں نے جو اسلحہ ہتھیار استعمال کئے ہیں وہ اسی قسم کے ہیں جو پاکستانی افواج استعمال کرتی ہے۔

جالندھر ۱۶ اگست - آج پنجاب کے تمام دکانداروں نے پنجاب پردیش بیوپار منڈل کی اپیل پر سیلز ٹیکس کے معاملہ میں بیوپاریوں کو حکومت کی طرف سے ہراساں کئے جانے کے خلاف پروٹسٹ مکمل ہڑتال رکھی۔

نئی دہلی ۱۶ اگست آج بعد دوپہر وزارت دفاع کو ملنے والی سرکاری اطلاعات کے مطابق بھارت کی سیکورٹی فوجوں نے کارگل سیکٹر میں جنگ بندی لائن کے ساتھ ان دو چوکیوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا ہے۔ جو انہوں نے چھ ہفتے پہلے اتحادی سبھا کے ممبروں کی اس یقین دہانی پر خالی کی تھیں۔ کہ پاکستان یہاں شرارت نہ کرے گا پاکستانی فوجوں نے سری نگر لیہہ سڑک کو کاٹنے کی کوشش کی بھارتی فوجوں نے اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔ اور جوابی حملہ کر کے چوکیوں پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

نئی دہلی ۱۶ اگست - پردھان منتری شری لال بہادر شاستری نے آج لوک سبھا میں اپنے دورہ کشمیر اور یوگوسلاویہ وغیرہ کے دورہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ روسی لیڈر مسئلہ سرحد و کشمیر کے بارے میں بھارت کی پوزیشن سمجھتے ہیں۔ اور انہوں نے مزید ظاہر کی ہے کہ اسے پرامن طور پر حل کر لیا جائے گا۔ انہوں نے کشمیر کے بارے میں اپنی روایتی پوزیشن کی تصدیق کی ہے

نئی دہلی ۱۶ اگست۔ سرکاری ترجمان نے بتایا کہ جموں وکشمیر میں مختلف سیکٹروں میں پاکستانی لیڈروں کے بکھرے ہوئے گروہوں پر بھارتی سیکیورٹی فوجوں کا دباؤ بڑھنے پر پاکستانی فوجوں نے گو ابھی پہلے جیسی پالیسی جاری رکھی۔ اور انہوں نے لیڈروں پر بھارتی فوجوں کا دباؤ کم کرنے کے لئے جنگ بندی لائن پر اپنی کارروائیاں تیز کر دی ہیں۔ جنگ بندی لائن پر بعض سیکٹروں کے ساتھ تو باقاعدہ پاکستانی فوج تعینات کی گئی ہے

نئی دہلی ۱۶ اگست۔ آج لوک سبھا میں وزیر دفاع شری چوہان نے کہا کہ حکومت اس مفروضہ پر کام کر رہی ہے کہ پاکستان صرف کشمیر میں ہی نہیں بلکہ جہاں کہیں بھی ممکن ہو سکا گڑبڑ پیدا کرے گا۔ وہ اس برسات کے سیشن کا پہلا جواب دے رہے تھے جو بھارت پاکستانی سرحد پر پاکستانی فوجوں کے اجتماع اور کشمیر میں پاکستانیوں کے گھس آنے سے متعلق تھا۔

ضروری اعلان

نظارت تعلیم و تربیت سے تربیت کا حصہ علیحدہ کر کے نظارت دعوت و تبلیغ سے وابستہ کر دیئے جانے کے متعلق

نظارت تعلیم و تربیت کے پاس جماعتوں میں تربیت و اصلاح پند و نصائح اور انسداد تنازعات و شکایات کیلئے مؤثر کام کرنے کے واسطے عملہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کاموں کی تکمیل نظارت دعوت و تبلیغ کے توسط سے مبلغین سے کروائی جاتی تھی اور اس طرح طول عمل کے ساتھ کارروائی کی تکمیل میں بھی کافی وقت لگ جاتا تھا۔

ان دقتوں کے پیش نظر صدر انجمن احمدیہ قادیان نے نظارت تعلیم و تربیت سے تربیت کا شعبہ علیحدہ کر کے نظارت دعوت و تبلیغ کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ تاکہ یہ نظارت اپنے مبلغین کے ذریعہ جماعتوں کے تربیتی کاموں کو بروقت اور بطریق احسن کر سکے۔

لہٰذا جماعتوں اور احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب نظارت تعلیم کے ماتحت صرف تعلیم کا شعبہ ہو گا اور مقامی و بیرونی درسگاہوں کے معاملات و انتظامات۔ انکی گرانٹوں۔ طلباء بلوانے انکے تعلیمی وظائف۔ مساجد اور لائبریری کے کام اس نظارت کے سپرد ہونگے۔ اور ان امور کے بارہ میں نظارت تعلیم سے خط و کتابت کی جانی چاہیئے۔

جملہ جماعتوں کے سیکرٹریان تعلیم و تربیت کو چاہیئے کہ وہ آئندہ اپنی رپورٹیں ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کے نام بھجوایا کریں۔ وضاحتاً عرض ہے کہ امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ تقرر امام مسجد غیر از جماعت دوستوں میں رشتہ ناطہ کے متعلق اجازت یا عدم اجازت۔ جماعت کے دوستوں کی تربیت و اصلاح پند و نصائح اور رفع تنازعات وغیرہ امور تربیت کے شعبہ سے متعلق ہیں۔ ان امور کے بارہ میں نظارت دعوت و تبلیغ قادیان سے خط و کتابت کی جانی چاہیئے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان